8/66

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رح

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۸/ مارچ ۱۹۶۳ء

مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اجْتَنِبُوْا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَكْلُ الرِّبٰوا وَاَكْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ وَالتَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ سات ہلاک کر دینے والی باتوں سے بچو۔ لوگوں نے پوچھا۔ یا رسول اللہؐ! وہ کون سی باتیں ہیں فرمایا (۱) کسی کو خدا کا شریک ٹھہرانا (۲) جادو کرنا (۳) اس جان کو جس کو مار ڈالنا خدا نے حرام قرار دیا ہے مار ڈالنا مگر حق شرعی کے طور پر مار ڈالنا جائز ہے (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) لڑائی کے روز پشت دکھانا (یعنی میدانِ جنگ یا جہاد سے بھاگ جانا) (۷) پاک دامن مومن اور بے خبر عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔ (بخاری و مسلم)

●

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَزْنِی الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَسْرِقُ السَّارِقُ حِیْنَ یَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَشْرَبُ الْخَمْرَ حِیْنَ یَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَنْتَهِبُ نُهْبَةً یَرْفَعُ النَّاسُ اِلَیْهِ فِیْهَا اَبْصَارَهُمْ حِیْنَ یَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَغُلُّ اَحَدُكُمْ حِیْنَ یَغُلُّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاِیَّاكُمْ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زانی زنا کے وقت مومن نہیں رہتا اور چوری کرنے والا چوری کے وقت مومن نہیں رہتا اور شراب پینے والا شراب پینے کے وقت مومن نہیں رہتا اور (دوسروں کا) مال لوٹنے والا جب کہ اس کو لوٹتے ہوئے لوگ دیکھ رہے ہوں پورا مومن نہیں رہتا۔ اور تم میں سے جو شخص خیانت کرتا ہے وہ خیانت کے وقت مومن نہیں رہتا۔ پس تم لوگ ان تمام باتوں سے بچو۔

وَفِیْ رِوَایَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَا یَقْتُلُ وَحِیْنَ یَقْتُلُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَ عِكْرَمَةُ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ كَیْفَ یُنْزَعُ الْاِیْمَانُ مِنْهُ قَالَ هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَیْنَ اَصَابِعِهٖ ثُمَّ اَخْرَجَهَا قَالَ فَاِنْ تَابَ عَادَ اِلَیْهِ هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَیْنَ اَصَابِعِهٖ وَقَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لَا یَكُوْنُ هٰذَا مُؤْمِنًا تَامًّا وَلَا یَكُوْنُ لَهٗ نُوْرُ الْاِیْمَانِ۔

ترجمہ:۔ اور ابن عباسؓ کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں اور قاتل جس وقت کہ کسی کو قتل کرتا ہے مومن نہیں رہتا۔ عکرمہؓ راوی کا بیان ہے کہ یہ روایت سن کر میں نے ابن عباس سے پوچھا کہ ایمان کس طرح (لوگوں کے دلوں سے) نکال لیا جاتا ہے۔ ابن عباسؓ نے اپنی انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر اور کھینچ کر بتایا اور فرمایا۔ اس طرح ایمان کھینچ لیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ابن عباسؓ نے فرمایا اور جب آدمی ان تمام گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے تو اسی طرح ایمان دلوں میں واپس چلا جاتا ہے۔ اور ابو عبداللہ (یعنی امام بخاری) کہتے ہیں کہ قاتل (اور اسی طرح دوسرے گناہوں کا مرتکب) پورا مومن نہیں ہوتا۔ اور نورِ ایمان اس میں نہیں رہتا۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں

●

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اٰیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ وَزَادَ مُسْلِمٌ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ ثُمَّ اتَّفَقَا اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی تین نشانیاں ہیں اور مسلم کی روایت میں ان الفاظ کے بعد یہ لفظ ہیں۔ کہ اگرچہ وہ شخص روزہ رکھتا ہو، نماز پڑھتا ہو اور اپنے مسلمان ہونے کا دعوٰے کرتا ہو۔ اور اس میں ان علامتوں میں سے کوئی علامت پائی جائے تب بھی وہ منافق ہی ہے۔ اس کے بعد بخاری اور مسلم دونوں کے متفقہ الفاظ یہ ہیں۔ بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو خلافِ وعدہ کرے، کوئی امانت اس کے پاس رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔

●

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِیْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِیْهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِیْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰی یَدَعَهَا اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ جس شخص میں چار باتیں پائی جائیں وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان چاروں باتوں میں سے کوئی ایک بات پائی جائے اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی۔ جب تک کہ وہ ان باتوں کو یا ان میں سے جو بات اس میں پائی جائے اس کو ترک نہ کر دے۔ اور وہ چار باتیں یہ ہیں (۱) امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے (۲) بات کرے تو جھوٹ بولے (۳) عہد کرے تو اس کو توڑ دے (۴) اور کسی سے لڑے تو گالیاں بکے۔

●

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا زَنَی الْعَبْدُ خَرَجَ مِنْهُ الْاِیْمَانُ فَكَانَ فَوْقَ رَاْسِهٖ كَالظُّلَّةِ فَاِذَا خَرَجَ مِنْ ذٰلِكَ الْعَمَلِ رَجَعَ اِلَیْهِ الْاِیْمَانُ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب بندہ زنا کرتا ہے تو ایمان (اس کے جسم سے) نکل کر سر پر سایہ کی طرح قائم رہتا ہے۔ اور جب وہ اس عملِ بد سے فارغ ہو جاتا ہے تو ایمان واپس چلا آتا ہے۔ (ترمذی ابوداؤد)

●

جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ ہے
جھوٹ بولنا چھوڑ دو!

هفت روزہ خدام الدین لاہور
فون نمبر ۶۷۵۴۵

شرح چندہ
سالانہ چندہ ۱۱ روپے
ششماہی ۶ ”
سہ ماہی ۳ ”
فی پرچہ ۲۵ پیسے

جلد ۸ | ۱۱ شوال المکرم سنہ ۱۳۸۲ھ — بمطابق — ۸ مارچ سنہ ۱۹۶۳ء | شمارہ ۴۴

وقت کا تقاضا اور عائلی قوانین

آج پاکستان کئی پیچیدہ اور کٹھن مسائل سے دوچار ہے۔ ملک بیشتر خارجی اور داخلی مشکلات میں الجھا ہوا ہے۔ داخلی طور پر اسے اقتصادی، معاشرتی، اخلاقی اور اجتماعی مسائل سے عہدہ برآ ہونا ہے۔ ملک میں بے اطمینانی کا دور دورہ ہے۔ مزدور ہڑتالیں کر رہے ہیں، طلباء اور عوام اپنے حقوق کے لئے جدوجہد میں مصروف ہیں۔ علمائے اسلام علیحدہ کس مپرسی کے عالم میں ہیں اور اسلام —— عوام و حکام دونوں سے شاکی ہے —— بیرونی معاملات میں بھی اسی طرح کئی الجھاؤ ہیں۔ صبح و شام حالات بدل رہے ہیں۔ کل کے حلیف آج حریفوں کی صف میں جانے کو تیار کھڑے ہیں۔ اگلے مسائل سلجھتے نہیں اور نت نئے مسائل سے واسطہ پڑا جاتا ہے —— کشمیر کا مسئلہ جو پاکستان کے لئے بنیادی اور موت وحیات کا مسئلہ ہے۔ بھارت کی ہٹ دھرمی اور توسیعی عزائم کے باعث کھٹائی میں پڑا ہوا ہے — طاقت استعمال کرنے کے علاوہ کوئی صورت اس کے حصول کی نکلتی نظر نہیں آتی —— ہمارے مغربی حلیف ہمیں دغا دے گئے ہیں۔ دشمنوں سے ہمیں رواداری کی توقع نہیں اور دوستوں سے امید وفا عبث ہے۔ بلکہ ان کا تو معاملہ بقول غالب یہ ہو چکا ہے ؎

ہوئے تم دوست جس کے اس کا دشمن آسماں کیوں ہو

وہ بجائے ہماری امداد و اعانت کے نہ صرف یہ کہ بھارت کی پیٹھ ٹھونک رہے ہیں۔ بلکہ اس کی وکالت کے فرائض بھی سرانجام دے رہے ہیں انہیں اپنی تمام بے وفائیوں اور بدعہدیوں کے باوجود پاکستان سے شکایت ہے کہ یہ چین سے تعلق کیوں جوڑ رہا ہے۔ وہ پاکستان اور چین کے درمیان کئے گئے سرحدی سمجھوتے کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتا کہ ہم ان کے مخالفین سے کوئی راہ و رسم پیدا کریں اور ان کا اپنا حال یہ ہے کہ وہ ہمیں گھڑے کی مچھلی سے زیادہ کوئی حیثیت دینے کے لئے تیار نہیں۔ ان حالات میں پاکستان دوگونہ مشکل میں ہے۔ سامراجی اسے مشکوک نگاہوں سے دیکھنے لگے ہیں۔ اور روس اسے اعتماد میں لینے کے لئے فی الحال تیار نہیں۔ کیونکہ پاکستان کا گزشتہ سولہ سالہ طرز عمل اس کے سامنے ہے۔ صرف چین نے دست تعاون دراز کیا ہے اور ابھی ابتدا ہے آگے نہ جانے کیا صورت حالات پیش آنے والی ہے۔ بہرحال نظر یہ آتا ہے کہ ہم نے خدا کے قانون سے بے وفائی کی، خدائی وعدوں کو جھٹلایا، قوم سے کئے گئے مواعید فراموش کر دیئے۔ نتیجۃً خدا نے ہمیں بھلا دیا۔ دنیا نے آنکھیں پھیر لیں اور دوستوں نے بے وفائی کی ساری سنتیں تازہ کر دیں

ان حالات میں اب بھی ہمارا فرض ہے کہ ہم روٹھے ہوئے خدا کو منائیں۔ کتاب و سنت کے قانون کو رواج دیں اور قیام پاکستان سے پہلے کئے ہوئے مواعید کا پاس کریں۔ تاکہ خدا کی نصرتیں ہمارے شامل حال ہوں اور اطمینان و راحت کا سانس لینا ہمیں نصیب ہو۔ اس وقت نہایت ضروری ہے کہ قوم میں فکر و عمل کی یک جہتی ہو۔ اتحاد و یگانگت کی روح سارے ملک میں جاری و ساری ہو۔ حکومت عوام کو اعتماد میں لے، عوام اس کے بدلے میں حکومت کا دلی احترام کریں اور اسی طرح دونوں مل کر باہمی تعاون سے اندرونی اور بیرونی مشکلات کا قلع قمع کریں۔ یہی ایک صورت آج مشکلات کے حل کی ہو سکتی ہے ورنہ ملک و قوم کا شیرازہ بکھر کر رہ جائے گا اور خدا نخواستہ حال یہ ہو جائے گا ؎

—— ہماری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

چنانچہ اس وقت سب سے بڑی ضرورت اس امر کی ہے کہ پہلے اپنے سابقہ مسائل کو حل کرنے کی پوری اور مکمل کوشش کی جائے۔ اور نئے مسائل پیدا کرنے سے عوام و حکام دونوں اجتناب کریں لیکن معاملہ اس کے قطعی برعکس ہے۔ نہ عوام کو اس ضرورت کا احساس ہے اور نہ حکومت نے اس طرف کوئی توجہ دی ہے

ابھی تین چار دن کی بات ہے کہ اخبارات میں یہ خبر چھپی تھی کہ مشرقی بنگال کے ایک معزز رکن اسمبلی نے قومی اسمبلی میں یہ نوٹس دیا ہے کہ پاکستان کا دارالحکومت دوبارہ کراچی کو قرار دیا جائے۔ حالانکہ ان کا یہ اقدام کسی حالت میں بھی مستحسن قرار نہیں دیا جا سکتا —— ہر صاحب شعور اسے بے وقت کی راگنی کے نام سے تعبیر کرے گا۔ اور اس سے یہی نتیجۃً نکالے گا۔ کہ وہ حل شدہ مسائل کو نئے سرے سے ہوا دے کر ملک کے لئے ایک اور مسئلہ کھڑا کرنا چاہتے ہیں۔ جو بالواسطہ ملک کے اجتماعی مفاد پر ضرب کاری کے مرادف ہوگا

ہم جہاں ایک طرف قومی نمائندوں کے اس قسم کے افعال کو استحسان کی نظر سے نہیں دیکھتے اور ایسے اقدامات کے سخت خلاف ہیں جو ملک اور حکومت کے لئے کسی نہ کسی صورت میں وبال جان بن سکتے ہیں۔ تو دوسری طرف حکومت سے بھی ہماری یہ درخواست ہے کہ وہ عوام کے جذبات و احساسات کا لحاظ رکھے بلاوجہ ایسے قوانین ان کے سر نہ تھوپے کہ جو ان کے مسلمہ عقائد اور جمہوری قدروں کے خلاف ہوں۔ اس سلسلے میں عائلی قوانین اور سیفٹی ایکٹ جیسے کالے قوانین کا نام لیا جا سکتا ہے یہ نئے نئے غیر اسلامی اور غیر جمہوری قوانین ملکی مشکلات میں اضافے کا باعث تو بن سکتے ہیں۔ لیکن ان سے اصلاح احوال ناممکن ہے کوئی فرد واحد برداشت نہیں کریگا کہ اس کے مذہبی حقوق میں مداخلت کی جائے۔ ہر شہری اس بات پر دل میں چبھن محسوس کرے گا۔ کہ کسی شخص کو بغیر پوچھ گچھ کئے بلا دلیل اور بلا وکیل جیل خانہ بھیج دیا جائے —— حکومت کو چاہیئے کہ وہ اس سلسلہ میں اپنے رویّہ پر نظر ثانی فرمائے —— اور عوام کی شکایات کا ازالہ کرے۔ لاکھوں انسانوں نے عید الفطر اور جمعۃ الوداع کے مبارک اجتماعات میں حکومت سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ عائلی قوانین صریح مداخلت فی الدین کے مرادف ہیں۔ انہیں فوراً منسوخ کیا جائے۔ ہمارے نزدیک عوام یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں یہ ملک اسلام کے مقدس نام پر حاصل کیا گیا ہے۔ اسے دنیا کے نقشہ پر نمودار کرنے کے لئے پچاس لاکھ کے قریب مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا ہے۔ اسی خطۂ پاک کی خاطر ایک کروڑ سے زائد مسلمانوں نے گھر بار تج کر جلاوطنی کے مصائب کو خندہ پیشانی سے لبیک کہا ہے۔ لیکن کیا مسلمان کی شان غیرت یہی ہے کہ یہاں خدا کے عطا کردہ حقوق پر تو قدغن لگا دی جائے، شہری حقوق تو پامال ہونے لگا

باقی بہ صفحہ ۱۸

بوذر عصر حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی زندہ باد

روزنامہ کوہستان ۲ مارچ ۱۹۶۳ء کے ورق پر چند سطور پہ نظر پڑی۔ اور دل ہزار مسرت سے جھومنے لگا۔ وہ سطور فلسطین سے کائنات کی ظالم ترین قوم (یہودی) کے انخلاء کا مژدہ نہیں کہتی تھیں۔ اور نہ ہی اُن میں کشمیر کے متنازعہ فیہ مسائل کا حل موجود تھا۔ اس کے فقرات میں کسی کارخانے کے افتتاح یا کسی اہم معدنی شئے کی دریافت کا اعلان نہ تھا۔ بلکہ قدسی اور الہامی قدروں کو احاطہ کرنے والی آواز میں مندرجہ ذیل الفاظ پیش کئے گئے تھے:-

"نماز نہ پڑھنا جرم قرار دیا جائے"
مغربی پاکستان اسمبلی میں قرارداد کا نوٹس

پشاور یکم مارچ (نمائندہ خصوصی) مغربی پاکستان اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں اس نوعیت کی قرارداد پیش کرنے کا ایک نوٹس دیا گیا ہے۔ کہ جو شخص نماز نہ پڑھے۔ اس کا نام تھانے میں درج کیا جائے اور اس کو نہ تو آئندہ بنیادی جمہوریتوں کا انتخاب لڑنے کا اہل سمجھا جائے اور نہ ہی اس کی شہادت معتبر سمجھی جائے۔ یہ قرارداد پیش کرنے کا نوٹس صوبائی اسمبلی کے رکن اور جمعیۃ علمائے اسلام مغربی پاکستان کے ناظم مولانا غلام غوث ہزاروی نے دیا ہے۔

ہماری انتہائی مسرت کے اسباب اپنے اندر ہزاروں حقائق رکھتے ہیں۔ حضرت مولانا غلام غوث صاحب نے اپنے مقام رفیع کے مطابق اعلان فرمایا ہے۔ اسلامیان پاکستان کو اُن سے یہی توقع تھی ان کے فکر و عمل نے ملت پاکستان کے اتحاد اور نوزائیدہ مملکت کے استحکام کی دعوت پیش کی ہے یہ وہ آواز ہے۔ جو ہم کو نسلی امتیازات اور علاقائی برتری کی لعنتوں سے چھٹکارا دے گی۔ یہ وہ پیغام ہے۔ جس کی کارفرمائی میں مساوات و مواخات اسلامی کے انوار کی جھلکیں موجود ہیں ؎

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز

اس الہامی صور میں مسلمانان پاکستان کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے اثرات موجود ہیں۔ اس میں مرکزیت اسلامیہ کا غلغلہ پایا جاتا ہے۔ یہ وہ حقیقت ہے۔ جس کو بروئے کار لانے سے قرآن حکیم کی مبارک تعلیم کو عامۃ المسلمین تک پہنچایا جا سکتا ہے۔ بکھرے ہوئے دانوں کو ایک رشتہ میں پروتے کا مقصد اس تجویز کا مرہون ہو اہل اسلام کے تمام خلفشاروں۔ خارجی اور داخلی مناقشات، اقتصادی اور مجلسی گراوٹوں اور سرکشی اور روحانی امراض کا صحیح علاج اگر اس اعلان میں نہیں ہے، تو یقیناً آج کا مسلمان اپنی باگ ڈور شیطان رجیم کے ہاتھوں میں دے چکا ہے ہماری نگاہیں تو بھانپ رہی ہیں۔ کہ اگر اس قرارداد کو اسمبلی میں منظور کیا گیا۔ تو بفضل ایزدِ متعال اسلام کی خوابیدہ روح میں پھر سے بیداری پیدا ہوگی۔ اور برسوں کے بعد امتیازی منظر غیر اقوام کے سامنے آ جائیگا

چند برسوں کی ناموس وحدت فکری کے بعد اسلام کے داخلی معاملات میں انتشار پیدا ہونے لگا۔ مرور ایام میں نظریاتی موشگافیوں نے ملت بیضاء کے دامن کو تار تار کر دیا۔ اغیار کی ریشہ دوانیوں نے اس گلشن نبوی کو برباد کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ لغزشیں اور فروگذاشتیں ہمارا لائحہ عمل بن گئیں۔ ہم نے دین کی علمبرداری میں قرآن عزیز کی معنوی تحریف کرنے کی ناپاک کوششیں بھی کیں۔ اور نبوت اور مسیحیت کے دعوؤں کے لئے ابھی اس آسمانی کتاب کو آلہ کار بنانے میں لگے رہے۔ احادیث نبوی کی ثقاہت پر سوفیانہ حملے روا رکھے گئے۔ صحابہ کرامؓ کو سب و شتم سے یاد کرنا داخل حسنات سمجھا گیا۔ مگر ہم نے ہی نہیں بلکہ تمام دنیا نے دیکھا۔ کہ اسلام کے تمام فرقوں نے نماز کی فرضیت میں کوئی اختلاف نہیں کیا، حنفی اگر زیر ناف ہاتھ باندھ کر خدائے دوجہاں کے حضور میں کھڑا ہے، تو شیعہ اس خدا کے سامنے ہاتھوں کو کھلا چھوڑ کر اپنی نیازمندی کا اظہار کر رہا ہے۔ اور حقیقت ہے کہ یہ ایک ایسا فریضہ ہے۔ جس میں مسلمانان عالم کی یکجہتی کا راز مضمر ہے ہر وہ شخص جو مسلمان ہونے کا دعویدار ہے۔ عبادت خداوندی کے وقت قبلہ رو ہو کر کھڑا ہوتا ہے۔ تمام اکناف عالم کے مسلم فرقے جب نماز کے وقت اپنا چہرہ قبلے کی طرف پھیر دیتے ہیں۔ تو اسلام کی مرکزیت کا اعلان ایک آسمانی حقیقت بن کر سامنے آ جاتا ہے۔ اور یہی وہ اتحاد ملت کا راز ہے۔ جس کی طرف اقبال مرحوم نے اشارہ فرمایا تھا ؎

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشغر

خالق فطرت نے ہر شئے کو ایک متعین مقصد کے لئے پیدا کیا ہے۔ شمس و قمر اپنی ضیاباریوں سے صحرا و بحر اپنی وسعتوں سے اور خار و گل اپنی صورتوں سے اپنے مقصد حیات کا پورا پورا ثبوت دے رہے ہیں۔ تو انسان کی پیدائش کا مقصد وحید قرآن حکیم نے بایں الفاظ پیش کیا ہے

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝

نص قرآنی اس حقیقت کا بین ثبوت ہے۔ کہ فطرت انسانی میں عبادت الٰہی کا جذبہ رکھا گیا ہے۔ اپنی نیازمندیوں کو خدائے قدوس کے سامنے پیش کرنے کا ولولہ فطری حیثیت رکھتا ہے۔ عبادت الٰہی انسان کو ملائکہ کے زمرہ میں شامل کرتی ہے۔ انسانی روح تمام رذائل سے یوں پاک ہو جاتی ہے کہ جیسے دھوبی کے ہاتھ میں کپڑا پاک ہو جاتا ہے۔ ہمیشہ عبادت گزار اور شب بیدار مردان حق آگاہ نے انسانی بستی کو اپنے حسن کردار سے جنت نشان بنایا ہے معاشرے کی تمام تر خرابیاں ایک نماز کے فریضے کی ادائیگی سے دور ہو سکتی ہیں۔ رزق حرام خوری رشوت کا جنون، سود اور سٹہ بازی کا بھوت اُس وقت تک معاشرے پر مسلط رہے گا۔ جب تک لوگ مساجد کو آباد نہیں کرتے۔ پروردگار عالم کی قسم نماز کا فریضہ اسلام کی تمام اقدار کو اپنے اندر جذب کئے ہوئے ہے

قرآن حکیم نے اپنی الہامی زبان میں رذائل کی بیخ کنی کا اعلان فرمایا ہے۔ تو اس حقیقت کے ماننے میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا۔ کہ اگر موجودہ معاشرے کی اصلاح کا پروگرام عبادت خداوندی سے شروع کیا جائے۔ تو رفتہ رفتہ اس کا نتیجہ ہر قسم کی برائیوں سے نجات حاصل کرنا ہی ہوگا۔ رزق حلال کا متلاشی ملت کے جبار کو بھی دھوکا دینے کا ارادہ نہیں کرے گا، سمگلنگ چور بازاری اور ملاوٹ کے حربے ہمارے ملکی اور ملی وقار کو داغدار نہیں کریں گے۔ حقوق اللہ کو نگاہ میں رکھنے والا انسان حقوق العباد کو ہرگز پامال کرنے کی جرأت نہیں کرے گا وہ لوگ جو خونخوار بھیڑیوں اور وحشی کتوں کی طرح ہمیشہ اپنے کمزور بھائی بندوں کے مال پر حملہ آور ہیں۔ اپنے مقدر رزق پر قانع بن کر خدا تعالیٰ کی شکر گزاری میں مصروف ہو جائیں گے

اور سب سے زیادہ زریں حقیقت جو غلامان مصطفیٰؐ کو اپیل کر سکتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہادی کل خیر الرسل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو اسلامیان عالم کی معراج کا نشان بتایا ہے۔ بندوں کا اپنے مالک حقیقی کے ساتھ عبدیت کے رشتے کو استوار کرنا در اصل رحمت خداوندی کو آسمانوں سے کھینچ لانے کے مرادف ہے صحابہ کرامؓ کا بیان ہے۔ کہ عہد نبویؐ میں مسلمانوں کی نمایاں علامت نماز کی ادائیگی ہی ہوتی تھی

القصہ: ہم مولانا غلام غوث سرحدی کے اس ملکوتی فکر کی ہزار دل سے داد دیتے ہیں کہ وہ مملکت خداداد کو عہد نبوی کے نورانی ماحول کی تابانی بخشنا چاہتے ہیں۔ وہ معاشرے کے سادہ لوح لوگوں کو نہایت پیار سے عبادت

مجلسِ ذکر: منعقدہ جمعرات ۳ر شوال المکرم ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۸ر فروری ۱۹۶۳ء

تبلیغِ دین کی ذمّہ داری

آج ذکر کے بعد جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی نے چند مختصر کلمات بیان فرمائے

(خامرشِ مبلغ)

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

اس مجلس میں قال کو حال بنایا جاتا ہے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سب باتیں کہہ دی ہیں اب یادداشت کے طور پر اُن کو دہرایا جاتا ہے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اپنے گھروں میں مجلس ذکر منعقد کرنے کی اجازت دیدی تھی۔ اور ہر جمعرات کو یہ مجلس ذکر بند کر دینے کا خیال ظاہر فرمایا تھا۔ لیکن احباب کی التجا اور پرزور درخواست پر خوشی سے اس مجلس ذکر کو جاری رکھا۔ اور اب آپ حضرات کی خواہشات اور نیک تمناؤں کا ثمرہ ہے کہ یہ سلسلہ خیر بفضلہ تعالیٰ چل رہا ہے۔ حضرتؒ آپ حضرات کو نصیحت فرماتے تھے کہ اپنے گھروں کو مجالس ذکر، قرآن کریم کی تعلیم اور نفلی عبادات سے آباد کریں۔ میں اپنے گھر میں اثرات محسوس کرتا ہوں، اس صورت سے گھر میں اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوگی — گھر میں اللہ کا نام لینے کی برکت دلوں سے کدورت دور کر دے گی اور انسان کے اندر اعتماد علی اللہ اور اعتماد علی النفس کی خوبیاں پیدا ہو جائیں گی۔ انسان اپنے آپ کو ذمہ دار محسوس کرے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ ط (آل عمران آیت ۱۱۰)

ترجمہ! تم سب امتوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں اچھے کاموں ..... کا حکم کرتے ہو۔ اور بُرے کاموں سے روکتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

تمہیں بہترین امت اس لئے قرار دیا گیا ہے کہ تمہارے ہاتھ سے بھلائی پھیلے اور برائی مٹے۔ اللہ تعالیٰ اس معیار پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

غرض یہ کہ نیکی کی آبیاری کریں اور برائی کے قاطع بنیں۔ توحید باری تعالیٰ کے ناشر اور قرآن حکیم کے مبلغ آپ ہی تو ہیں۔ اس وقت ہر شخص مبلغ اور ذمّہ دار ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ کَانَ آیَةً"—

ترجمہ! میری طرف سے پہنچاؤ اگرچہ ایک ہی آیت ہو—

ایک اور ارشاد میں فرمایا کہ۔ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ میری اُمت کے علماء کا درجہ بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہے۔ چنانچہ ہر شخص کو عالم بننے کی کوشش کرنا چاہیئے۔

ذکر الٰہی اس مجلس کا لازمہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِیْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ (البقرہ آیت ۱۸۸)

ترجمہ! اور ایک دوسرے کے مال آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ اور انہیں حاکموں تک نہ پہنچاؤ۔ تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصّہ گناہ سے کھا جاؤ حالانکہ تم جانتے ہو—

ہماری معیشت خلافِ شریعت تجارت خلاف اسلام، شراب خوری جوئے اور سٹہ بازی کو اسلام سے ...ور کی نسبت نہیں۔ افسوس ہے کہ ہمارے ملک کی تجارت، معاشیات و اقتصادیات کا مدار بنکوں پر ہے۔ اور بنکنگ کا انحصار سود پر ہے۔ احساس ہو تو اسے کم از کم غلط تو جانیں۔ اور قرآن مجید کے فرامین کو نافذ کرنے کی کوشش تو کی جائے۔ قرآن کے پیغام پر غور کر کے اپنے بڑوں کو مجبور کیا جائے۔ کہ طاغوتی اور غیر اسلامی نظام حیات کو خیر باد کہہ کر دل و دماغ میں اسلامی شعور بیدار کریں۔ پہلے تخیل ہوتا ہے پھر نقشہ بنتا ہے

پاکستان بننے کے بعد پہلے وزیر خزانہ مسٹر زاہد حسین نے ایک ذہنی کاوش کی اور سود کے بغیر بنکنگ کا لائحہ عمل پیش کیا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ اس پر غور ہی نہیں کیا گیا۔ جب سود کے بغیر کاروبار ہو سکتا ہے تو خواہ مخواہ بدبختی کو دعوت دینے سے کیا حاصل؟ سود خوروں

کے خلاف اعلانِ جنگ

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ط ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ط فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ط وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ط وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ٥ یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ ط وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِیْمٍ ٥ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ج وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ٥ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰٓوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ٥ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ج وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ج لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ٥

(سورۃ البقرہ آیات ۲۷۵/۲۷۹)

ترجمہ! جو لوگ سود کھاتے ہیں قیامت کے دن وہ نہیں اُٹھیں گے۔ مگر جس طرح کہ وہ شخص اٹھتا ہے۔ جس کے حواس جن نے لپٹ کر کھو دیئے ہیں۔ یہ حالت اُن کی اس لئے ہوگی کہ انہوں نے کہا تھا کہ سوداگری تو ایسی ہی ہے۔ جیسے سود لینا۔ حالانکہ اللہ نے سوداگری کو حلال کیا ہے۔ اور سود کو حرام کیا ہے۔ پھر جسے اپنے رب کی طرف سے نصیحت پہنچی اور وہ باز آگیا تو پہلے جو لے چکا ہے وہ اسی کا رہا اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالہ ہے۔ اور جو کوئی پھر سود لے وہی لوگ دوزخ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ اور اللہ کسی گنہگار ناشکرے کو پسند نہیں کرتا۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے اور نماز کو قائم رکھا اور زکوٰۃ دیتے رہے تو ان کے رب کے ہاں ان کا اجر ہے اور ان پر کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور

نوٹ! آئندہ ہر ماہ پہلی جمعرات کو مجلس قراۃ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء

پونے چودہ سو سالہ اسلام ہی نجات کا ضامن ہے

از جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ اَمَّا بَعْدُ!

وَقَالُوْا لَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّۃَ اِلَّا مَنْ کَانَ ھُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی ط تِلْکَ اَمَانِیُّھُمْ ط قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ o بَلٰی ق مَنْ اَسْلَمَ وَجْھَہٗ لِلّٰہِ وَھُوَ مُحْسِنٌ فَلَہٗٓ اَجْرُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ ص وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ o (سورہ بقرۃ رکوع ۱۳)

ترجمہ! اور کہتے ہیں کہ سوائے یہود یا نصاریٰ کے اور کوئی جنت میں ہرگز داخل نہ ہوگا۔ یہ ان کے ڈھکوسلے ہیں۔ کہہ دو اپنی دلیل لاؤ۔ اگر تم سچے ہو ـــ ہاں جس نے اپنا منہ اللہ کے آگے جھکا دیا اور وہ نیکوکار بھی ہو تو اس کے لئے اس کا بدلہ اس کے رب کے ہاں ہے۔ اور ان پر نہ کوئی خوف ہوگا۔ اور نہ وہ غمگین ہونگے ـــ

بزرگان محترم!

یہود کا یہ عقیدہ شروع سے چلا آ رہا تھا کہ نجات انہیں کی قوم اور وابستگان قوم کے ساتھ مخصوص ہے۔ اسی طرح نصاریٰ نے بھی یہ دعویٰ کر لیا کہ جنت کا ٹھیکہ فقط ہم نے لے رکھا ہے۔ چنانچہ ظہور اسلام کے وقت یہود و نصاریٰ دونوں کا کہنا تھا کہ اس نئے دین (محمدی اسلام) کے قبول کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ نجات تو ہمارے دینوں کے ساتھ وابستہ ہے۔ قرآن مجید نے ان کے جواب میں فرمایا کہ یہ ان کی من گھڑت باتیں، ڈھکوسلے اور جھوٹی آرزوئیں ہیں ـــ اور جن کی نہ کوئی دلیل ہے۔ اور نہ کوئی معقول سند۔

چنانچہ پیغمبر اسلام علیہ السلام کو ہدایت ہوئی کہ اہل کتاب سے برملا طور پر کہہ دیجئے کہ خالی زبانی دعووں اور خالی آرزوؤں سے کیا ہوتا ہے۔ اگر حقانیت کے مدعی ہو تو اپنی تائید میں کوئی دلیل عقلی یا نقلی لاؤ ـــ اور دیکھو یہ جو تمہیں گھمنڈ ہے کہ تم بزرگ زادے ہو۔ نسلی و نسبی شرافت تمہارے حصہ میں آئی ہے تو یاد رکھو یہ بھی تمہارے کسی کام نہ آئے گی ـــ نجات اور کامیابی کا صحیح قانون یہ ہے جو تمہارے سامنے پیغمبر آخر الزمان جناب محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم پیش کر رہے ہیں ـــ اگر تم میں ایمان اور حسن عمل دونوں جمع ہو جائیں گے تو کامیاب ہو جاؤ گے ورنہ ناکامی کا منہ دیکھو گے ـــ اور دیکھو جو اسلام پر عمل پیرا ہونگے، اسلامی تعلیمات کے سانچہ میں ڈھل جائیں گے نہ انہیں اپنی پچھلی زندگی کا غم ہوگا اور نہ انہیں آئندہ کا کوئی خوف ہوگا

پونے چودہ سو سالہ اسلام

برادران اسلام! بہت سے موجودہ ترقی پسند، جدید تعلیم یافتہ اور مادیت زدہ نوجوانوں اور پروردگان مغربی تہذیب کا خیال ہے کہ پونے چودہ سو سالہ پرانا اسلام دور حاضر میں ناممکن العمل ہے ـــ ہمارے لئے مفید نہیں ہو سکتا ـــ یہ تو عرب کے باشندوں کے لئے مفید ہوا تھا۔ غیر متمدن، غیر مہذب ریگستانی لوگوں نے اس سے واقعی فائدہ اٹھایا تھا۔ اس وقت کے حالات اس سے ضرور مطابقت کھاتے تھے۔ مگر آج کل کے متمدن اور مہذب لوگوں کے لئے یہ چنداں سودمند نہیں ـــ

فریب خوردگی

میں اس کے جواب میں یقین سے کہتا ہوں دلائل و براہین اور عقل سلیم کی روشنی میں کہتا ہوں ـــ آقائے نامدار، سید دو عالم، فخر دو عالم روح دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے فرامین کی، روشنی میں کہتا ہوں، قرآنی بصیرت کی روشنی میں کہتا ہوں کہ اس قسم کے نوجوان، خود کو مہذب اور متمدن کہلوانے والے انسان قطعی طور پر فریب خوردہ ہیں ـــ سو فیصدی غلط فہمی میں مبتلا ہیں ـــ ان کا خیال بالکل باطل ہے اور انہوں نے سرے سے اسلام کو سمجھا ہی نہیں اور نہ اس کی ہمہ گیری پر غور کرنے کی کبھی .... زحمت گوارا کی ہے ـــ اگر وہ اسلام کو سمجھتے، اس کی تعلیمات پر غور کرتے تو اس قسم کے الفاظ کبھی ان کی زبان سے نہ نکلتے اور نہ ان کے دل و دماغ انہیں ایسا کہنے کی اجازت دیتے ـــ یہ ٹھیک ہے جو چیز پرانی ہو جائے اور کارآمد نہ رہے تو اس کی بجائے نئی چیز خریدی جائے ـــ اس کو تبدیل کر دیا جائے ـــ لیکن یہ اصول، کلیہ اور قاعدہ نہیں بن سکتا ـــ اگر کوئی چیز روز اول جیسی کارآمد اور مفید ہو تو کیا کوئی عقلمند یہ کہہ سکتا ہے کہ چونکہ یہ دیرینہ ہے اس لئے اُسے ضرور بدل دیا جائے؟ ـــ اور پھر جس زمین پر ہم بس رہے ہیں، جس آسمان کے نیچے، ہم زندگی کی گھڑیاں گزار رہے ہیں، اور ان کے علاوہ چاند، سورج اور ستارے جو ہزارہا برس سے دنوں اور راتوں کو اپنی روشنی سے جگمگا رہے ہیں اور آج تک روز اول کی سی آب و تاب کے ساتھ مطلع فلک پر چمک رہے ہیں دیرینہ اور کہنہ ہونے کے باعث بدلے جا سکتے ہیں؟ ـــ کیا ہم ان کی ضرورت سے بے نیاز ہو گئے ہیں؟ کیا ہم ان کی کرنوں سے استفادہ کرنا چھوڑ سکتے ہیں؟ اور کیا کوئی معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والا انسان یہ کہہ سکتا ہے کہ انہیں دیرینہ اور کہنہ کے باعث تبدیل کر دیا جائے؟ ـــ یقیناً ہم میں نہ انہیں تبدیل کرنے کی کوئی قدرت ہے اور نہ ہی کوئی عقلمند ایسی کوئی لوچ بات کبھی کہہ سکتا ہے

قدرت خداوندی کے مظاہر

برادران اسلام! چاند، سورج، ستارے آسمان و زمین اور اسی طرح کے ہزارہا دیگر نشانات قدرت دن رات انسانوں کو دعوت دیتے ہیں کہ کوئی انسان خدا کی خدائی میں دم مارنے کی جُرات نہیں کر سکتا ـــ یہ مظاہر قدرت اس بات کا احساس دلاتے ہیں کہ قدرت خداوندی نے جہاں آسمان و زمین اور اس کے درمیان ہزارہا چیزوں کو انسان کے لئے

مسخر کر دیا ہے اور وہ ان میں تبدیلیاں کرتا رہتا ہے ۔ وہیں بہت سی ایسی چیزیں بھی اُس نے تخلیق کی ہیں جن میں انسان کو تبدیلی کا تو کیا ان تک رسائی کا بھی اختیار نہیں دیا ــــ ہاتھ تو ان تک کیا پہنچیں گے ۔ فکر و نظر اور عقل و خرد کے احاطہ سے بھی وہ باہر ہیں ــــ

بہر حال مادی چیزوں میں تو انسان کو کسی نہ کسی قدر درک خدا تعالےٰ نے عطا کر بھی دیا ہے اور ان کی حقیقتوں اور ماہیتوں پر انسان غور و فکر بھی کرتا رہتا ہے ۔لیکن روح تو سرے سے ہی اس کے فہم و ادراک سے باہر ہے ــــ انسان ابھی تک روح کی حقیقت کو نہیں پا سکا ــــ

خیر عرض یہ کیا جا رہا تھا کہ اگر کوئی عقلمند سورج ، چاند اور ستاروں کی تبدیلی کا گمان نہیں کر سکتا ، اور انہیں بدلنے کا تقاضا اس بنا پر نہیں کر سکتا کہ یہ دیرینہ ہیں تو پھر اسلام کے بدلنے کا تقاضا وہ اس بناء پر کرنے کا کیونکر حق رکھ سکتا ہے یہ چودہ سو سالہ پرانا مذہب ہے ــــ

دوسرے جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے خداوند قدوس نے جس طرح اپنے کئی مادی نشانات قدرت کو بدلنے کا اختیار انسان کو نہیں دیا اسی طرح اپنے روحانی نظام کے آخری مظہر کو بدلنے کا اختیار کیوں کر کسی شخص کو دے سکتا تھا ؟

اللہ جل شانہٗ نے اسلام کو انسانیت کا آخری مذہب آخری دستور العمل ، کامل و جامع نظام زندگی قرار دیا ہے ــــ یہ خدا کا قانون ہے ، خدا کا دین ہے ــــ اس کی طرف سے عطا کردہ دستور حیات ہے ــــ روحانیات کا یہ آخری اکمل اور جامع ترین سرچشمہ ہے ــــ کسی شخص کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ اسے تبدیل کر سکے یا اس کی تبدیلی کا شائبہ بھی دماغ میں لائے ــــ

جو شخص ایسی جسارت کرے گا کہ دین خداوندی کو تبدیل کرے ۔ اس میں کوئی ترمیم و تنسیخ کرے ۔ اپنی طرف سے اس میں کوئی پیوند کاری کرے ــــ تو یہ دین خداوندی تو اپنی جگہ قائم رہے گا ــــ اس پر کوئی حرف نہ آئے گا مگر اس میں ترمیم و تنسیخ کرنے والے ہاتھ باقی نہ رہیں گے ، اس میں تبدیلی کرنے والے انسان باقی نہ رہیں گے اور اس میں پیوند کاری کا تصور کرنے والے قلب و دماغ ماؤف ہو جائیں گے اور اس کے خلاف کھلنے والی زبان نہ رہے گی ــــ سب ایک نہ ایک دن موت کی آغوش میں چلے جائیں گے ۔ مگر دین خداوندی اسی آب و تاب سے چمکتا رہے گا جس طرح روز اول سے چاند اور سورج اپنی کرنیں بکھیر رہے ہیں اور تا ابد بکھیرتے رہیں گے

برادران اسلام

اسلام پونے چودہ سو سال سے دنیا میں اپنی صداقت ، قبولیت اور تمام مذاہب پر فوقیت کا اعلان کرتا چلا آرہا ہے ــــ انسانوں کے بنائے ہوئے بزعم خود بہتر سے بہتر قانون اور دستور آئے دن بدلتے رہتے ہیں ۔ اور ان کا جو حشر ہوتا رہتا ہے کسی سے پوشیدہ نہیں مگر اسلام اپنی فوقیت کا اعلان برابر کرتا چلا آرہا ہے ــــ اور کرتا چلا جائے گا انشاء اللہ العزیز ــــ اور یہی وہ دین ہے جسے دین خداوندی ..... ہونے کا دعویٰ ہے ــــ

چنانچہ فرمان شاہی ہے ــــ

(۱) اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ــــ

بے شک دین اللہ کے ہاں اسلام ہی ہے ــــ سورۂ آل عمران رکوع ۲

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ

اور جو کوئی اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہے تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا ــــ اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا ــــ

ان شہنشاہی اعلانات کے بعد دنیا کا کوئی مذہب صداقت اور قبولیت کے لحاظ سے اسلام کے مقابلہ میں نہیں آسکا ــــ اور اگر کسی نے کوئی کوشش کی تو فوراً منہ کی کھائی ــــ اسلام تابندہ سے تابندہ تر ہوتا چلا گیا اور باطل ذلیل سے ذلیل تر ــــ

اسلام کے احکام کا مجموعہ قرآن ہے

ہمارا مذہب اسلام ہے اور اسلام کے احکام کا مجموعہ قرآن ہے ــــ قرآن مجید نے دنیا کے تمام مذاہب پر اپنی فوقیت و برتری کا کئی مقامات پر اعلان کیا ہے ــــ اور پونے چودہ سو سال میں کسی کو ہمت نہیں ہوئی کہ قرآن مجید کے اعلان کا جواب ہو سکے ــــ

وَھٰذَا صِرَاطُ رَبِّکَ مُسْتَقِیْمًا ط قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّذَّکَّرُوْنَ ○

(سورۃ الانعام ع ۱۵)

ترجمہ! اور یہ قرآن تیرے رب کا سیدھا راستہ ہے ہم نے نصیحت ... حاصل کرنے والوں کے لئے آیتوں کو صاف صاف بیان کر دیا ہے

مطلب یہ ہے کہ

قرآن مجید اعلان کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں لے جانے والا سیدھا راستہ فقط میں بتلا سکتا ہوں ــــ

اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ وَیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَھُمْ اَجْرًا کَبِیْرًا ○

(پ ۱۵ رکوع ۱)

ترجمہ! بے شک یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے ۔ جو سب سے سیدھی ہے اور ایمان والوں کو جو نیک کام کرتے ہیں ۔ اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لئے بڑا اجر ہے ــــ

نتیجہ

آپ نے دیکھ لیا کہ قرآن مجید نے تمام مذاہب پر اپنی فوقیت کا اعلان کیا ہے مگر پونے چودہ سو سال گزرنے پر بھی کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ قرآن مجید کے مقابلے کی جرأت کر سکے ۔ آج تک کوئی قوم اس کے احکام کو ناقابل عمل ثابت نہیں کر سکی بلکہ غیر مسلموں نے بھی قرآن کے محاسن اور خوبیوں کے ہی گن گائے ہیں ــــ

اے میرے عزیز بھائیو! جب غیر مسلم بھی قرآن کو مانتے ہوں تو تمہیں یہ بات کب زیب دیتی ہے کہ یہ کہو کہ قرآن مجید آج سے چودہ سو سال پہلے کے مسلمانوں کے لئے قابل عمل ہو سکتا تھا ــــ مگر آج ترقی یافتہ زمانے میں قابل عمل نہیں ــــ

غیر مسلموں کی رائے

ریورینڈ لیسی اولبری کی رائے

قرآن دلوں کو مسخر کر لینے کے لئے کافی سے زیادہ طاقتور ہے ــــ

ریورینڈ باسورتھ اسمتھ

لکھتا ہے قرآن بلا شک و شبہ ایک معجزہ ہے ۔

ٹیگور کی رائے

وہ وقت دور نہیں جبکہ قرآن اپنی ناقابل

انکار صداقت اور روحانیت کے ذریعے سے تمام مذاہب کو اپنے اندر جذب کرلے گا ــــ

گاندھی کہتا ہے۔

میں نے قرآن کا مطالعہ کیا مجھے اس کی سب سے بڑی خوبی یہ نظر آئی کہ یہ فطرت انسانی کے مطابق ہے ــــ

جرمن فلسفی گوئٹے کی رائے

قرآن تبادل کلام میں برق کی طرح درخشندہ ہے۔ اس کتاب میں بڑی دلفریبی ہے جس قدر ہم اس کے قریب پہنچتے ہیں وہ زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے ــــ اور بتدریج فریفتہ کرتی جاتی ہے ــــ پھر متعجب کرتی ہے اور آخر میں ایک رقت آمیز تحیر میں ڈال دیتی ہے ــــ

گورونانک صاحب کی رائے

سکھ مذہب کے بانی گورو نانک صاحب نے فرمایا ہے ــ

چاروں کوتاں ڈھٹیاں ڈھٹے وید پران
اکو کتاب قرآن رہی کلجگ وچ پران

یعنی کائنات عالم کا گوشہ گوشہ دیکھا چاروں اطراف کی سیر کی۔ توراۃ، انجیل اور وید سب پڑھے مگر کوئی بھی کتاب قرآن کا جواب نہیں۔ ہمیشہ قائم رہنے والی کتاب صرف قرآن کریم ہے۔ اسی سے ہدایت کائنات کو مل سکتی ہے۔

عبرت

اسلام کو کہنہ مذہب کہنے والے غیرمسلم کی رائے غور سے دیکھیں اور عبرت حاصل کریں ــ کہ وہ اسلامی احکام کے ترجمان قرآن کے متعلق کیسی شاندار رائے رکھتے ہیں اور یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ وقت دور نہیں جبکہ قرآن اپنی ناقابل انکار صداقت اور روحانیت کے ذریعے سے سب مذاہب کو اپنے اندر جذب کرلے گا ــــ اور ہمیشہ کے لئے یہی کتاب باقی رہنے والی ہے۔

برادران اسلام

اسلام کے خلاف زبان کھولنا محض اسلام سے عدم واقفیت کی بنا پر ہے ــ اگر آپ قرآن مجید کو غور سے پڑھیں اس کے اسرار و رموز پر غور کریں تو آپ کو اس کی خوبیوں کا اندازہ ہو ــ پونے چودہ سو سالہ اسلام کو کہنہ اور ناقابل عمل کہنے والے ذرا غیر مسلموں کی آراء ہی کو غور سے پڑھ لیں اور عبرت حاصل کریں در اصل انصاف کی بات یہ ہے کہ عیسائی، ہندو اور سکھوں کے ذمہ دار لوگ قرآن مجید کو غور سے پڑھتے ہیں تو اس کی حیرت انگیز اور معجزانہ تعلیمات سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے وہ بے ساختہ پکار اٹھتے ہیں کہ قرآن کریم ہی انسانیت کی ہدایت کے لئے جامع و اکمل دستور حیات ہے اور یہی وہ کتاب ہے۔ جس کی تعلیم عین فطرت کے مطابق ہے۔

مگر

اس کے برعکس ہمارے تعلیم یافتہ نوجوان قرآن مجید کی تعلیم سے اکثر بے بہرہ ہیں۔ مغربی تہذیب و تمدن ان کا اوڑھنا بچھونا ہے پرورش ان کی فرنگیت زدہ معاشرہ میں ہوئی ہے۔ اس لئے اسی ایمان سوز تہذیب کے اثرات ان کے رگ و ریشے میں سرایت کرجاتے ہیں اور ان کا حال بقول اکبر الہ آبادی یہ ہو چکا ہے ــ

ہوئے اس قدر مہذب کبھی گھر کا منہ نہ دیکھا
کٹی عمر ہوٹلوں میں مرے ہسپتال جا کر

چنانچہ جب ان لوگوں کے سامنے اسلام پیش کیا جاتا ہے اور انہیں ان کے خود ساختہ اللوں تللوں سے روکا جاتا ہے تو فوراً کہہ اٹھتے ہیں۔ اسلام ایک فرسودہ مذہب ہے (نعوذ باللہ من ذالک الکفر) آج اسے کون پوچھتا ہے ــــ حالت اپنی درست نہیں، مزاج اپنا بدل چکا ہے، فطرت سلیمہ اپنی مسخ ہو چکی ہے اور الزام اسلام پر دھرتے ہیں۔

دعوت

آخر میں اپنے عزیز بھائیوں کو میں دعوت دیتا ہوں کہ وہ آئیں اور تعلیم قرآن کے فیضان سے جھولیاں بھریں۔ اور پھر دیکھیں کہ اس میں اخلاقی، معاشرتی، اقتصادی، تمدنی اجتماعی ہدایات کے متعلق وہ جواہرات پائے جاتے ہیں جو دنیا کی کسی قوم کے مذہبی خزانے میں نہیں پائے جاتے ــــ اسلام اپنے ماننے والوں کے لئے دینی پروگرام جو نجات اخروی کا ضامن ہے وہ بھی رکھتا ہے اور دنیوی پروگرام بھی اس میں موجود ہے جس پر چل کر انسان دنیا میں کامیاب و کامران ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآنی تعلیمات کے موتیوں سے اپنا دامن بھرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور کتاب و سنت... کی روشنی میں اپنی زندگی کے خطوط درست کرنے کی سعادت نصیب کرے ــ آمین

عائلی قوانین کے خلاف
یوم احتجاج

مورخہ ۲۲ر فروری بروز جمعۃ الوداع روڈہ ضلع سرگودھا میں جمیعۃ علماء اسلام روڈہ کے زیر اہتمام عائلی قوانین کے خلاف پرزور یوم احتجاج منایا گیا۔ نماز جمعہ سے قبل شہر کی مساجد میں تقریریں ہوئیں خاص طور پر مدنی جامع مسجد میں مولانا محمد حنیف سہارنپوری ناظم اعلیٰ جمیعۃ العلماء اسلام روڈہ نے عائلی قوانین کے خلاف شریعت ہونے پر مکمل تبصرہ کیا اور ایک قرار داد کے ذریعے مطالبہ کیا گیا۔ کہ اس قانون کو منسوخ کیا جائے۔

قرار داد

مسلمانان روڈہ ضلع سرگودھا کا یہ عظیم الشان اجتماع حکام بالا کی خدمت میں درخواست کرتا ہے کہ عائلی قوانین چونکہ شریعت کے سراسر خلاف ہیں۔ اس لئے ان کو منسوخ فرما کر مسلمانوں کی پریشانی کو دور فرمایا جائے۔

خلیل احمد روڈہ ضلع سرگودھا۔

شیخ التفسیر نمبر

ایجنٹ حضرات کو بروز جمعرات مورخہ ۲۱ فروری ۶۳ء کو ارسال ہو سکا اور مستقل خریداران حضرات کو جمعہ و ہفتہ یعنی ۲۲ر فروری اور ۲۳ر فروری ۶۳ء کو بھیجا گیا۔ اس لئے معمول کے مطابق پرچہ بدھ، جمعرات کو خریداران حضرات تک نہ پہنچ سکا۔ بعض حضرات نے پرچہ نہ ملنے کی شکایت کی ہے۔ ہم نے دوبارہ پرچہ اس لئے ارسال نہیں کیا کہ شاید انہیں پرچہ شکایتی کارڈ تحریر کرنے کے بعد مل چکا ہو۔ اگر بعض حضرات کو پرچہ اب تک نہیں ملا تو مقامی ڈاکخانہ وغیرہ سے استفسار کرنے کے بعد ہمیں مطلع کریں

مشتاق حسین بخاری مینیجر ہفت روزہ خدام الدین لاہور

مدرس قرآن کی ضرورت

مدرسہ دعوت الحق رجسٹرڈ ملتان شہر کے لئے ایک حافظ قاری کی ضرورت ہے

خواہشمند احباب دفتر مرکزیہ مدرسہ دعوت الحق رجسٹرڈ حسین آگاہی ملتان شہر سے رابطہ قائم کریں۔ خادم القرآن احمد الدین جالندھری مہتمم مدرسہ دعوت الحق رجسٹرڈ ملتان شہر

خصائلِ مومن

جناب عمر الدین صاحب (سانگھڑ)

مومن اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کا ہر حکم مانتا ہے

(۱) یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ۝ (الانفال آیت ۲۰)

ترجمہ! اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ اور سن کر اس سے مت پھرو۔

"اے ایمان والو اللہ کا کہا مانو اور اس کے رسول کا۔ اور اس کا کہنا ماننے سے روگردانی مت کرو۔ اور تم (اعتقاد سے) سُن تو لیتے ہی ہو (یعنی جیسا اعتقاد سے سن لیتے ہو۔ ایسا ہی عمل بھی کیا کرو)"

(بیان القرآن)

(۲) مومن کو اللہ تعالےٰ ہی سے زیادہ محبت ہوتی ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ

(البقرہ آیت ۱۶۵-ع ۲۰)

ترجمہ! اور ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ کے سوا اور شریک بنا رکھے ہیں، جن سے ایسی محبّت رکھتے ہیں۔ جیسی کہ اللہ سے رکھنی چاہیئے اور ایمان والوں کو تو اللہ ہی سے زیادہ محبّت ہوتی ہے۔

حاشیہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ

"یعنی آدمیوں میں جو کہ شعور و عقل میں جمیع مخلوقات سے افضل ہیں۔ بعضے ایسے بھی ہیں۔ کہ باوجود دلائل ظاہرہ سابقہ کے پھر بھی غیر اللہ کو حق تعالےٰ کا شریک اور اس کے برابر بناتے ہیں۔

یعنی صرف اقوال و اعمال جزئیہ میں ان کو اللہ تعالےٰ کے برابر نہیں مانتے۔ بلکہ محبت قلبی جو کہ صدورِ اعمال کی اصل ہے اس تک شرک اور مساوات کی نوبت پہنچا رکھی ہے۔ جو شرک کا اعلےٰ درجہ ہے۔ اور شرک فی الاعمال اس کا خادم اور تابع ہے

یعنی مشرکین کو اپنے معبودوں سے محبت ہے۔ مومنین کو اپنے اللہ سے اس کی زیادہ اور مستحکم محبت ہے۔ کیونکہ مصائب دنیا میں مشرکین کی محبت لبسا اوقات زائل ہو جاتی ہے اور عذابِ آخرت دیکھ کر تو بالکل تبرّی اور بیزاری ظاہر کریں گے۔ جیسا کہ اگلی آیت میں آتا ہے۔ بخلاف مومنین کے کہ ان کی محبت اپنے اللہ کے ساتھ ہر ایک رنج و راحت، مرض و صحت دنیا و آخرت میں برابر باقی اور پائدار رہنے والی ہے۔ اور نیز اہل ایمان کو اللہ سے محبت ہے وہ اس محبت سے بھی بہت زیادہ ہے۔ جو محبت کہ اہل ایمان ماسوی اللہ یعنی انبیاء و اولیاء و ملائکہ و عبّاد و علماء یا اپنے آباؤ اجداد اور اولاد مال وغیرہ سے رکھتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ سے تو اس کی عظمت شان کے موافق بالاصالہ اور بالاستقلال محبت رکھتے ہیں۔ اور اوروں سے بالواسطہ اور حق تعالےٰ کے حکم کے موافق ہر ایک کے اندازہ کے مطابق محبت رکھتے ہیں۔

"گر فرقِ مراتب نہ کنی زندیقی"

اور غیر خدا کو محبّت میں برابر کر دینا خواہ وہ کوئی ہو یہ مشرکین کا کام ہے۔

(۳) مومن قلبی سکون و راحت کے لئے اللہ تعالیٰ کے ذکر کا سہارا لیتا ہے

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىٕنُّ الْقُلُوْبُ ۝ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ۝ (الرعد آیت ۲۸-۲۹)

ترجمہ! وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کے دلوں کو اللہ کی یاد سے تسکین ہوتی ہے۔ خبردار اللہ کی یاد ہی سے دل تسکین پاتے ہیں۔ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لئے خوشخبری اور اچھا ٹھکانا ہے

مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے (جس کی بڑی فرد قرآن ہے ان کے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے (جس کی بڑی فرد ایمان ہے (یعنی وہ قرآن کے اعجاز کو دلالت علی النبوۃ کے لئے کافی سمجھتے ہیں اور واہی تباہی فرمائش نہیں کرتے پھر خدا کی یاد اور طاعت میں ان کو ایسی رغبت ہوتی ہے کہ متاعِ حیٰوۃ دنیا سے مثل کفار کے ان کو رغبت اور فرحت نہیں ہوتی اور) خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر (میں ایسی خاصیت ہے کہ اس سے) دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے۔ یعنی جس مرتبہ کا ذکر ہو اسی مرتبہ کا اطمینان

چنانچہ قرآن سے ایمان اور اعمال صالحہ و طاعت سے شدت تعلق و توجہ الی اللہ میسّر ہوتا ہے۔ غرض جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے (جن کا اوپر ذکر ہوا) ان کے لئے (دنیا میں) خوشحالی اور (آخرت میں) نیک انجامی ہے (جس کو دوسری آیت میں فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِیَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ الخ سے تعبیر فرمایا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ کفار کے لئے قرآن کے اعجاز کو ناکافی سمجھنا اور ضلال اور اس کے قبل رغبت الی الدنیا اور اس کے حظ کا فنا اور اس کے مقابلہ میں مومنین کے لئے قرآن کو کافی سمجھنا اور ہدایت اور رغبت الی الآخرۃ اور اس کے ثمرہ کا بقا ثابت فرمایا ہے۔

سورۃ النحل رکوع ۱۳ (بیان القرآن)

(۴) مومن ایمان لانے کے بعد اعمال صالحہ بھی بجا لاتے ہیں

اِنَّ اللّٰهَ یُدْخِلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ؕ وَلِبَاسُهُمْ فِیْهَا حَرِیْرٌ ۝ (الحج آیت ۲۳-ع ۳)

ترجمہ! بے شک اللہ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے باغوں میں داخل کرے گا، جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ وہاں انہیں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے۔ اور وہاں ان کا لباس ریشمی ہو گا۔

حاصل کلام

بہشت اور اس کی نعمتیں مومنوں کے لئے ہیں جو اعمال صالح بجا لاتے ہیں۔

(۵) مومن قرآن سے نصیحت حاصل کرتے ہیں اور قرآن ہی ان کا دستور العمل ہے۔

كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَیْكَ فَلَا یَكُنْ فِیْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ اِتَّبِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا

مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ ط قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ ہ

(الاعراف آیت ۲-۳)

ترجمہ! یہ کتاب تیری طرف بھیجی گئی ہے تاکہ تو اس کے ذریعہ سے ڈرائے اور اس سے تیرے دل میں تنگی نہ ہونی چاہیئے۔ اور یہ ایمان والوں کے لئے نصیحت ہے۔ جو چیز تمہارے رب کی طرف سے تم پر اتری ہے اس کا اتباع کرو۔ اور اللہ کو چھوڑ کر دوسرے دوستوں کی تابعداری نہ کرو۔ تم لوگ بہت ہی کم نصیحت مانتے ہو۔

حاصل یہ نکلا ـــ کہ

مومن کو چاہیئے کہ قرآن مجید کے احکام پر عمل کرے۔ شیطان الانس والجن کے دام فریب میں پھنس کر اس دستورِ حیات سے پہلو تہی کر کے سابقہ اقوام کی طرح اپنی عاقبت برباد نہ کرے۔

(۲) اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً یَّرْجُوْنَ تِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ ۙ لِیُوَفِّیَھُمْ اُجُوْرَھُمْ وَیَزِیْدَھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ ط اِنَّہٗ غَفُوْرٌ شَکُوْرٌ ہ سورۃ فاطر ۶ع

ترجمہ! بے شک جو لوگ اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور پوشیدہ اور ظاہر اس میں سے خرچ کرتے ہیں جو ہم نے انہیں دیا ہے۔ وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں کہ اس میں خسارہ نہیں۔ تاکہ اللہ انہیں اُن کے اجر پورے دے اور انہیں اپنے فضل سے زیادہ دے۔ بے شک وہ بخشنے والا قدردان ہے۔

یعنی

" جو لوگ کتاب اللہ (یعنی قرآن) کی تلاوت (معہ عمل) کرتے رہتے ہیں۔ اور خصوصیتِ اہتمام کے ساتھ نماز کی پابندی رکھتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے۔ اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ (جس طرح بن پڑتا ہے) خرچ کرتے ہیں۔ وہ بوجہ وعدہ الٰہیہ کے ایسی.... دائم النفع) تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی ماند نہ ہوگی (کیونکہ اس سودے کا خریدار کوئی مخلوقات میں سے نہیں ہے جو کبھی تو سودے کی قدر کرتا ہے اور کبھی نہیں کرتا۔ بلکہ خریدار خود حق تعالےٰ ہے جو ضرور حسب وعدہ اپنی غرض سے نہیں بلکہ محض ان کی نفع رسانی کے لئے اس کی قدر کرے گا، تاکہ ان کو ان (کے اعمال کی اجرتیں (بھی) پوری (پوری) دیں (جس کا آگے بیان آوے گا جنّت عدن الخ) اور (علاوہ اجرت کے) ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ بھی (دیں)... (بیان القرآن)

(۶) مومن کو ایمان کی محبت اور کفر، فسق اور عصیان سے نفرت ہے۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِیْکُمْ رَسُوْلَ اللّٰہِ ط لَوْ یُطِیْعُکُمْ فِیْ کَثِیْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَکَرَّہَ اِلَیْکُمُ الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ ط اُولٰٓئِکَ ھُمُ الرّٰشِدُوْنَ ہ ۙ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَنِعْمَۃً ط وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ہ (الحجرات آیت ۷-۸)

ترجمہ! اور جان لو کہ تم میں اللہ کا رسول موجود ہے اگر وہ بہت سی باتوں میں تمہارا کہا مانے تو تم پر مشکل پڑ جائے۔ لیکن اللہ نے تمہارے دلوں میں ایمان کی محبت ڈال دی ہے۔ اور اس کو تمہارے دلوں میں اچھا کر دکھایا ہے اور تمہارے دل میں کفر اور گناہ اور نافرمانی کی نفرت ڈال دی ہے۔ یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ اللہ کے فضل اور احسان سے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

ـــ حاشیہ حضرت شیخ الاسلام شبیر احمد صاحب عثمانیؒ

یعنی اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمہاری کسی خبر یا رائے پر عمل نہ کریں تو برا نہ مانو۔ حق لوگوں کی خواہشوں یا رائوں کے تابع نہیں ہو سکتا۔ ایسا ہو تو زمین و آسمان کا سارا کارخانہ ہی درہم برہم ہو جائے کَمَا قَالَ اللّٰہُ تعالیٰ ـــ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَھْوَآءَھُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْھِنَّ ط (مومنون رکوع ۴ آیت ۷۱)

ترجمہ! اور اگر حق ان کی خواہشوں کے مطابق ہوتا تو آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے درہم برہم ہو گیا ہوتا)، الغرض خبروں کی تحقیق کیا کرو۔ اور حق کو اپنی خواہش یا رائے کے تابع نہ بناؤ۔ بلکہ اپنی خواہشات کو حق کے تابع رکھو اس طرح تمام جھگڑوں کی جڑ کٹ جائے گی

حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی تمہارا مشورہ قبول نہ ہو تو برا نہ مانو۔ رسولؐ عمل کرتا ہے اللہ کے حکم پر۔ اسی میں تمہارا بھلا ہے۔ اگر تمہاری بات مانا کرے تو ہر کوئی اپنے بھلے کی کہے پھر کس کس کی بات پر چلے"

یعنی اگر تم یہ چاہتے ہو کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہاری ہر بات مانا کریں تو بڑی مشکل ہوتی۔ لیکن اللہ کا شکر کرو کہ اس نے اپنے فضل و احسان سے مومنین قانتین کے دلوں میں ایمان کو محبوب بنا دیا اور کفر و معصیت کی نفرت ڈال دی۔ جس سے وہ ایسی بیہودگی کے پاس بھی نہیں جا سکتے۔ جس مجمع میں اللہ کا رسول جلوہ افروز ہو وہاں کسی کی رائے یا خواہش کی پیروی کہاں ہو سکتی ہے آج گو حضور ہمارے درمیان میں نہیں مگر حضورؐ کی تعلیم اور آپؐ کے وارث یا نائب یقیناً موجود ہیں اور رہیں گے۔

یعنی وہ سب کی استعداد کو جانتا ہے اور ہر ایک کو اپنی حکمت سے وہ احوال مقامات مرحمت فرماتا ہے جو اس کی استعداد کے مناسب ہوں۔ (باقی آئندہ)

مقابلہ مقالہ نویسی

مجلس تہذیب اسلامی لاہور ان سماجی اداروں میں سے ہے۔ جو تہذیبی اور معاشرتی دائروں میں خالص اسلامی معیار اخلاق و فکر رائج کرنے کے علمبردار ہیں۔ مجلس ہر اتوار باغ بیرون کشمیری دروازہ میں درس قرآن کا باقاعدہ اہتمام کر رہی ہے۔ جس میں مختلف نقطہ ہائے فکر رکھنے والے اساتذہ اور علماء علمی و اخلاقی موضوعات پر درس دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ مجلس نے مقابلہ مقالہ نویسی کا ایک پروگرام شروع کیا ہے۔ مقالہ کا عنوان "احیائے تہذیب اسلامی کے عملی پہلو" ہے جدت اس میں یہ پیدا کی گئی ہے۔ کہ عنوان کے ساتھ خاکہ بھی شامل کر دیا گیا ہے اس مقابلہ میں یونیورسٹی اور تمام علوم اسلامی کے اعلےٰ مدارس کے طلباء حصہ لے سکتے ہیں۔ مقالہ قدرے مشکل ہے، اس کے مقابلے میں انعامات کم رکھے گئے ہیں۔ لیکن مقصدی لحاظ سے یہ اقدام بڑا اعلےٰ ہے۔ اس قسم کے مقابلوں سے نہ صرف لکھنے اور تحقیق کرنے کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ بلکہ ساتھ ہی ساتھ خالص علمی و اسلامی بنیادوں پر ذہن کی بھی نشو ونما ہوتی رہتی ہے۔ اس دور میں جبکہ ذہنی انتشار، عملی صلاحیتوں کی کمزوری کا باعث بن رہا ہے، اس قسم کا اقدام جو خصوصاً طلباء میں ایک نقطہ پر سوچ بچار کی دعوت دے ہر لحاظ سے قابل ستائش ہے۔ مزید معلومات کے لئے مجلس کے صدر دفتر واقع ۱۴ فیروز سٹریٹ بیرون شیرانوالہ دروازہ، لاہور سے رجوع کیا جا سکتا۔

سوئے دریا تحفہ می آرم صدف!
گر قبول افتد زہے عزّو شرف

(جناب منظور سعید احمد جالندھری)

گھنٹوں یا دنوں کی بات نہیں۔ بلکہ کئی ہفتے سرفکر رہنا پڑا۔ کہ حضرت شیخ التفسیر نمبر کے لئے قطب الاقطاب شیخ التفسیر الحاج ابوالحسن مولانا احمد علی صاحب نور اللہ مرقدہ کی حیات طیبہ کے کس پہلو پر قلم اٹھایا جائے۔ جہاں تک حضرت شیخؒ کی حیات مبارکہ کا تعلق ہے۔ وہ

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

کی مصداق ہے علم و دانش، عرفان و وجدان شریعت و طریقت اور سیاست، غرضیکہ اس سراپا گلشن کی جس روش پر اہوار فکر و نظر چل نکلے رنگینیوں اور دلفریبیوں کا ایک لامتناہی سلسلہ دعوت نظارہ دیتا نظر آئے گا۔

دامانِ نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار
گلچیں بہار تو از داماں گلہ دارد

تاریکیوں میں لپنے والی مخلوق آفتاب کی ضیا باریوں پر کیا تبصرہ کر سکتی ہے۔ ایک جاہل ایک عالم بے بدل اور فاضل اجل کے متعلق کیسے قلم اٹھا سکتا ہے اور فسق و فجور میں ڈوبا ایک انسان ایک قطب الاقطاب کی حیات طیبہ پر خامہ فرسائی کی جرأت و ہمت کہاں سے لا سکتا ہے۔ لہٰذا میری معروضات حضرت شیخؒ کے کسی کمال و کرامت پر کوئی تبصرہ یا اظہار خیال نہیں۔ بلکہ زندگی کی چند گھڑیاں جو اس پیکر زہد و ورع کے سایۂ عاطفت میں بسر ہوئیں۔ ان کا ذکر کر رہا ہوں۔ ع

نفسے بیاد تو می زنم چہ عبارت و چہ معانیم

اگست یا ستمبر ۱۹۴۱ء کا ذکر ہے۔ جالندھر شہر میں خیر المدارس کا تاریخی سالانہ جلسہ انعقاد پذیر ہو رہا تھا۔ مدرسہ مذکور کے سالانہ جلسہ میں ملک بھر (متحدہ ہندوستان) کے چوٹی کے علمائے کرام اور صوفیائے عظام رونق افروز تھے ۱۹۴۱ء کے سالانہ جلسہ پر حضرت شیخؒ بھی مدعو تھے۔ غالباً ہفتہ کے دن بعد از نمازِ ظہر جلسہ کی کاروائی شروع ہوئی۔ سامعین کے علاوہ علمائے کرام تک خوش گپیوں میں مشغول تھے۔ جب سٹیج کے عقب سے ایک شخص سٹیج کی جانب بڑھتا نظر آیا۔ اور سٹیج پر موجود سب حاضرین بصد تعظیم کھڑے ہو گئے میانہ قد، سفید دراز ریش، کھلا ہوا چہرہ چمکدار سیاہ آنکھیں، انداز سے سنجیدگی مترشح کھدر کے لباس میں ملبوس، دلوں میں گھر کر لینے والی ایک بزرگ صورت مائیکروفون کے سامنے کھڑی تھی۔ استفسار پر معلوم ہوا۔ یہ حضرت مولانا احمد علیؒ لاہوری ہیں۔

غالباً فلسفہ عبودیت موضوع تقریر تھا ایک گھنٹہ کی قلیل مدت میں علم و معرفت اور وجدان و عرفان کی وہ بارش فرمائی کہ قلوب کی مرجھائی کھیتیاں سرسبز شاداب ہو کر رہ گئیں تقریر ختم ہوئی تو حاضرین استعجاب آمیز مسرت اور مسرت آمیز استعجاب سے ایک دوسرے کا منہ تک رہے تھے۔ جلسہ گاہ سے فراغت کے بعد حضرت شیخ مسجد نور نزد امام ناصر تشریف لے گئے۔ جہاں سینکڑوں افراد نے حضرت سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اور میں بھی اپنے عزیز بھائی محمد بشیر صاحب اکاؤنٹنٹ اومر باری ٹرانسپورٹ منٹگمری کے ساتھ حلقہ بگوشوں میں شامل ہو گیا۔

زلسبکہ شد دل حافظ رمیدہ از ہمہ کس
کنوں ز حلقۂ زلفت بدر نمی آید

یہ حضرت سے پہلی ملاقات تھی۔ اگست ۱۹۴۳ء میں حصول معاش کے سلسلہ میں مستقل طور پر لاہور آ گیا۔ تو حضرت شیخ التفسیر کو اور بھی قریب سے دیکھنے کے مواقع میسر آئے۔ حضرتؒ کے اوصاف حمیدہ میں سے جس وصفِ خاص نے مجھے اپنی طرف کھینچا۔ وہ ان کی شفقت اور حسنِ اخلاق تھا۔ عموماً دیکھنے میں آتا ہے کہ پیر اور مرید کے درمیان اس قدر بُعد ہوتا ہے۔ کہ گویا تو پیر آسمانی مخلوق ہوتا ہے۔ جس کے قریب ہونا اہل زمین کے لئے سوئے ادب کے مترادف۔ اور اگر پیر انسان ہے تو پھر مرید جانور ہیں، جن کو جب چاہا، جس مقصد کے لئے چاہا۔ جس انداز سے چاہا، جس طرف چاہا ہانکا جا رہا ہے۔

اندازِ خطاب

حضرت شیخؒ جب کسی سے گفتگو فرماتے تو بلا لحاظِ مرتبہ ہمیشہ "آپ" کا لفظ استعمال فرماتے اور دوران تقریر جب مریدوں کا ذکر آتا۔ تو دوست کا لفظ استعمال فرماتے۔ بیس سال کے عرصہ میں کم از کم میں نے ان کی زبان مبارک سے "تو" یا "تم" کا لفظ نہیں سُنا اور نہ کبھی مرید کا لفظ ان کی زبان سے سُنا گیا۔ جیسا کہ موجودہ دور میں کئی پیر صاحبان اپنے مریدوں کو مرید کہہ کر پکارتے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

شفقت و بے نیازی

جہاں حضرتؒ کی شفقت کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ وہاں ان کی بے نیازی بھی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ ہر ملاقاتی کے ساتھ ان کی شفقت کا یہ عالم تھا کہ ہر کوئی یہ سمجھتا کہ حضرت مجھ سے زیادہ کسی پر شفیق نہیں ہر کسی کا دُکھ دیکھ کر تڑپ اٹھتے اور اس کا مداوا فرماتے مگر اپنی کسی تکلیف یا حاجت کو بھول کر بھی زبان پر نہ لاتے تھے۔ چنانچہ انہیں دو صفات سے متاثر ہو کر میں نے ایک نظم ان کے متعلق لکھی تھی۔ جو خدام الدین میں شائع ہوئی اور ذیل کے شعر میں خصوصاً ان ہر دو صفات کی طرف اشارہ تھا۔

ظہورِ شفقت پیہم، ورود شانِ استغنا!
بہت نزدیک ہو کر بھی وہ کتنا دور رہتے ہیں

اولیاء کی صحبت میں توفیق عمل

جو شخص کسی نہ کسی طرح سے ان کی صحبت میں آنے لگتا۔ پھر انہیں کا غلام ہو جاتا۔ اور حقیقت تو یہ ہے۔ کہ ان کی غلامی جن راحتوں کی متحمل تھی وہ کسی آزاد منش کو کہاں ملی ہوں گی۔ بابا قائم دین نے (جو راجپوت خاندان کا فرد اور زمیندار ہے) جوانی میں حضرت کی مسجد میں ڈیرے ڈالے جنگل سے گھاس کاٹ کر لاتا۔ اور رقم جمع کر کے عید الضحےٰ پر قربانی دیا کرتا۔ اب بڑھاپے کی منزلیں طے کر رہا ہے مگر اس عاشق نے آستانِ یار نہیں چھوڑا۔

بابا کرم دین گارڈ مرحوم اور قاضی مرید احمد صاحب مرحوم نے جس خلوص اور محبت سے فی سبیل اللہ مسجد اور انجمن کی خدمت کی۔ حضرتؒ کے محبت بھرے الفاظ ان کے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔ منشی سلطان احمد صاحب نے ستائیس برس تک جس تندہی اور جانفشانی سے کام کیا۔ کہ انجمن اور وہ لازم و ملزوم کی حیثیت اختیار کر گئے ۱۹۵۶ء میں ہفت روزہ خدام الدین کا اجراء ہوا۔ تو چوہدری عبدالرحمٰن صاحب نے بڑھاپے میں جس جوانمردی کا مظاہرہ کیا اور خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گِل کوزہ کے مصداق

بنتے رہے۔ حضرت نے اکثر مرتبہ اس کی اس فی سبیل اللہ خدمت کی تعریف کی اور جزائے خیر کی دعا مانگی۔

آفتاب نکلتا ہے تو ذرّے بھی جگمگا اٹھتے ہیں۔ یہ حضرت کا فیض صحبت تھا۔ کہ اکثر احباب کو نیکی کی توفیقِ ارزانی ہوتی رہی۔

اختلاف اور عظمت کردار

حضرت شیخ کی زبان مبارک سے کبھی بھول کر بھی نہ جلوت نہ خلوت میں کسی کے خلاف کوئی نازیبا لفظ نہ سنا گیا۔ بلکہ ایک دفعہ مجلس ذکر کے بعد تقریر میں اختلاف رائے پر کیچڑ اچھالنے والوں کا قصہ چل نکلا۔ تو فرمایا ہمارا مودودی صاحب سے اختلاف ہے۔ مگر کیا مجال کہ کوئی نازیبا لفظ زبان پہ آسکے اختلاف اور بات ہے۔ مگر دامانِ شرافت ہاتھ سے نہ چھوڑنا چاہیئے۔ چنانچہ ایک دفعہ مولانا داؤد غزنوی مدظلہٗ کی دعوت پر ایک گروہ کی شرارت پر ان کے مدرسہ شیش محل میں میٹنگ تھی، مولانا عبدالستار خاں نیازی مولانا ابوالحسنات صاحب اور مولانا مودودی صاحب بھی مدعو تھے۔ اور حضرت شیخؒ کے ساتھ بحیثیت خادم وہاں حاضر تھا۔ حضرتؒ پہلے سے کرسی پہ تشریف فرما تھے۔ مودودی صاحب اور مولانا ابوالحسنات صاحب بعد میں تشریف لائے۔ حضرت شیخ ہر دو اصحاب کے لئے کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور آگے بڑھ کر اُن کو گلے لگا لیا۔ بے شک اختلاف اپنی جگہ پہ موجود تھا۔ مگر اختلاف کے باوجود عزت و احترام کا یہ مظاہرہ اُن کے عظمت کردار کی دلیل تھی۔ کہاں حضرت شیخ کا یہ عظمت کردار کہ اپنے مخالفوں کا اس درجہ احترام فرماتے اور کہاں ان لمحوں کی یادِ جاں ستاں کہ اکثر مسلم جماعتوں اور فرقوں نے اختلاف رائے کی وجہ سے اپنے بزرگوں کی توہین و اہانت سے گریز نہ کیا۔

رمضان المبارک سے نسبت

رمضان المبارک کی برکتوں سے حضرت شیخ کی ذات بابرکات کو گہرا تعلق حاصل ہے حضرت شیخ کی ولادت باسعادت ۲ رمضان ۱۳۰۴ھ ہے آپ کا وصال بھی رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ بروز جمعہ ہی ہے۔

یہ بات بھی پیش نظر ہے کہ قرآن عزیز رمضان المبارک کے مہینے میں ہی نازل ہوا تھا اور حضرتؒ کا قرآن سے شغف ظاہر ہے۔ تمام عمر خدمت قرآن میں گزاری شاید اسی لئے خداوند قدوس نے آپ کی پیدائش و وفات کے لئے بھی رمضان المبارک کا مہینہ ہی مقدر فرمایا۔ کئی بار ایسا ہوا کہ دین کے معاملہ میں ان کی ہمت اور استقامت ناقابل یقین حد تک تھی رات کو درد میں تڑپتے رہتے، اور فیصلہ ہو جاتا کہ مولانا نور جا کر درس دے آئیں۔ مگر چند ہی گھڑیوں کے بعد تو مسجد میں پہنچ جاتے اور درس دیتے۔

جب حضرت شیخ کی سوانح حیات لکھنے کا خیال میرے دل میں پیدا ہوا تو اُس وقت بھی رمضان المبارک کا مقدس مہینہ تھا بمطابق ۱۸ر اگست ۱۹۴۶ء تھا۔

اب جب کہ یہ سوانح حیات تکمیل کے آخری مراحل میں ہے تو رمضان المبارک نے اپنی برکتیں ..... عام کی ہوئی ہیں اور عجب نہیں جو اس ماہ تکمیل پذیر ہو جائے۔

خدمت دین سے آخری دم تک دست کش نہ ہوتے۔ اور اپنی خواہش کے مطابق جمعہ کے دن جو اسلام میں رخصت کا دن ہوتا ہے۔ دنیا سے تشریف لے گئے وصال سے سال قبل غریب خانے پر قدم رنجہ فرمانے کی استدعا کی۔ جس کو نقاہت کے باوجود منظور فرمالیا۔ مجھے میں خود تو مجال مقال نہ تھی میں نے اپنی اہلیہ کو سمجھا کر حضرت کو کہلایا کہ حضرت اب صحت بہت کمزور ہے مشاغل میں کمی فرما دیجئے تاکہ کچھ آرام ہو سکے۔ میری بیوی سے یہ بات سن کر مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ بیٹا تم خدا کا شکر ادا نہیں کرتے۔ کہ فالج کا اثر میرے دماغ یا ہاتھ پر نہیں ہوا۔ جس سے میں سوچ نہ سکتا یا لکھ نہ سکتا۔ اور خدا کی زمین پہ بیکار پڑا اس کی نعمتیں کھاتا رہتا تمہیں شکر کرنا چاہیئے کہ وہ مجھ سے دین کا کام لے رہا ہے اور دعا کرو۔ کہ اسی حالت میں دنیا سے جاؤں۔

۱۷ر فروری کو اتفاقیہ کمالیہ چلا گیا۔ خلاف پروگرام فقط دو گھنٹے کے قیام کے بعد واپس آگیا۔ رخصت پر ہونے کے باوجود دفتر پہنچا تو ایک شخص نے یہ ہوش ربا خبر سنائی ؎

نمی دانم حدیث نامہ چوں است
ہمی بینم کہ عنوانش بخوں است

افتاں و خیزاں اس تقدس مآب کی جلوہ گاہ تک پہنچا۔ تو پتہ چلا کہ دنیا کو خواب غفلت سے بیدار کرنے والا نماز عشاء کے بعد ہی سو گیا تھا اور تہجد کو بالالتزام ادا کرنے والا تہجد کے لئے بھی بیدار نہیں ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

؎ بسے حکایت دل ہست با نسیم سحر
ولے بہ بخت من امشب سحر نمی آید

اگرچہ حضرت شیخؒ بظاہر ہمارے درمیان نہیں رہے۔ مگر ان کی یاد، محبت اور تعلیمات بدستور ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ درحقیقت اُن کے ارشادات کو اپنانا، اور اُن کے فرمودہ اصولوں پر عمل کرنا ہی ان سے وفاداری کا صحیح حق ادا کرنا ہے۔ خدا کا شکر ہے۔ اس منبر محمدیہ سے اُسی جاہ و جلال کے ساتھ حق گوئی و بیباکی کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ خدا سلامت رکھے۔ حضرت شیخؒ کے جانشین اور صاحبزادے حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب نے اپنے نازک کندھوں پہ جو بار عظیم اٹھایا تھا۔ اس سے بطریق احسن عہدہ برا ہو رہے ہیں۔ خدا کرے یہ نوجوان قافلہ سالار مزید ہمت و استقامت اور خلوص کے ساتھ منزل کی طرف رواں دواں رہے ؎

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

دارالعلوم حنفیہ عثمانیہ راولپنڈی

یہ مدرسہ ایک عرصہ سے نیک متدین حضرات کے زیر اہتمام حسن انتظام کے ساتھ دینی خدمات انجام دے رہا ہے۔ دینی تعلیم کے لحاظ سے اعلےٰ قسم کی درس گاہ ہے۔ جس میں ناظرہ قرآن کریم تکمیل دورہ حدیث شریف تک تعلیم ہوتی ہے۔ نیز مدرسہ کا انتظام والقرام وفاق المدارس العربیہ ملتان کے ساتھ ملحق ہے۔ اور دورہ حدیث شریف کا امتحان باقاعدہ وفاق کے تحت ہوتا ہے۔ جس کو قابل و محنتی اساتذہ کرام کی خدمات حاصل ہیں اور یہ کام اہل خیر حضرات کی توجہ سے پورا ہوتا ہے۔ دارالعلوم کی قطعاً کوئی مستقل آمدنی نہیں لہٰذا اہل خیر حضرات کو اس کی طرف پوری توجہ اور امداد کرنی چاہیئے۔ اس کار خیر میں حصہ لینے والوں کو اللہ تعالےٰ جزائے خیر عطا فرمائے گا۔

العارض (مولانا) عبدالحنان، مہتمم دارالعلوم حنفیہ عثمانیہ راولپنڈی

اعلان

جامعہ اشرفیہ لاہور کا داخلہ

جامعہ اشرفیہ لاہور کا داخلہ ۶ شوال المکرم ۱۳۸۲ھ سے شروع ہو رہا ہے جو ۱۵ شوال تک جاری رہے گا۔ جدید داخل ہونے والے طلباء کو مطلع کیا جاتا ہے کہ جس مدرسہ سے آئیں۔ وہاں سے ایک تصدیق نامہ اپنے ہمراہ ضرور لادیں۔ جس میں اس امر کی وضاحت ہو کہ کون کونسی کتابیں پڑھی ہیں اور چال چلن اور اخلاق کیسا ہے۔

مندرجہ بالا امور کی تعمیل کے بغیر داخلہ نہیں ہوگا۔

منجانب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور

ایک ہمہ گیر شخصیت

مت سہل انہیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

جناب چوہدری محمد صدیق ناظم تنظیم اہل سنت حلقہ کرشن نگر لاہور

جن سے ایک لمحہ کی جدائی گراں گزرتی تھی۔ ان کو بچھڑے ایک سال گزر چکا ہے ایک سال نہیں کئی سال گزر جائیں گے لیکن نہ تو ہمارے آنسو خشک ہوں گے اور نہ ہی شیخ التفسیرؒ لوٹ کر آئیں گے۔ لاہور کی تاریخ ۱۷ رمضان المبارک کے دن کو نہیں بھلا سکتی جبکہ قافلۂ آزادی وطن کے آخری علمبردار تحریک ختم نبوتؐ کے سالار، علوم الٰہیہ کے ترجمان، زہد و تقویٰ کے پیکر، مجاہد کبیر شیخ التفسیرؒ حضرت مولانا احمد علی صاحب اپنے معبود حقیقی سے جا ملے۔

سرزمین لاہور سے کروڑہا جنازے اُٹھتے دیکھے گئے بڑے بڑے "دولت مند، شہنشاہ امراء اور اولیاء آغوش لحد میں اتارے گئے مگر لاہور کے در و دیوار شاہد رہیں گے، کہ فقیر کا جنازہ شہنشاہوں کے جنازوں کو مات کر گیا۔ وہ فقیر جو صحابہؓ کی زندگی کا عکس تھا۔ جس کے بیان قرآنؐ سے سرزمین لاہور نصف صدی کے قریب سیراب ہوتی رہی۔ استخلاص وطن کی تاریخ میں جس کی قربانیاں نیّر تاباں کی طرح چمک رہی ہیں جس کے ذکر الٰہی کی ضربیں کفر والحاد کے خانہ ساز بتوں پر ضرب کاری لگاتی رہیں۔ جس کے نغمہائے توحید کی گونج ختم رسالت کے گلہائے عقیدت اور ناموس صحابہؓ کے تاجدار جوہر اعلےٰ اور ارض جنت کا سایہ افتخار ہے۔ وہ ایک مرشدِ کامل اور صاحب حال صوفی تھے۔ ملک کے طول و عرض میں آپ کے ہزاروں نہیں بلکہ کروڑوں شاگرد اور مرید موجود ہیں جن کی تربیت آپ نے کتاب وسنت کی روشنی میں فرمائی ہے تزکیہ نفس کی خاطر اپنے حلقہ ذکر میں ہمیشہ آیات قرآن اور اقوال رسالت پر مبنی تقریر فرماتے آپ کا دل عشق الٰہی اور عشق رسالت کی جلوہ گاہ تھا اس لئے آپ کو وصال بھی اسی دن نصیب ہوا جس دن شہداء بدر سپرد خاک کئے گئے تھے۔ آپ وہ عظیم شخصیت تھے جن کے دامن میں قرآن وسنت کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا۔ اہل دولت و ثروت اور دنیاداروں کے سامنے کبھی دست سوال دراز نہ کیا۔ ان کو بھی امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی طرح ہمیشہ زنجیروں نے سلام کیا۔ سادگی زندگی کا جزو لاینفک تھی۔ جب وہ شیر خدا اپنے مالک حقیقی سے جا ملا تو لاکھوں مرد و زن اپنے اشکبار چہروں اور جھکی ہوئی گردنوں سے خراج عقیدت پیش کر رہے تھے۔ ملک کے طول و عرض سے لاکھوں عقیدت مند پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے چلے آ رہے تھے اور مجدّد وقت کو آخری خراج ادا کر رہے تھے کیا اس فقیر نے یہ آنسو خریدے تھے؟ نہیں! اسے تو شاید دوسرے وقت کی روٹی خریدنے پر بھی قدرت نہ تھی۔ جب عقیدت مند اپنے محبوب کو قبر کی آغوش میں اتار کر رنج و ملال کے ساتھ واپس آ رہے تھے تو آسمان زار و قطار رو کر عالِم کی موت عالَم کی موت کا اعلان کر رہا تھا۔ بجلیوں کی تڑپ نے کائنات عالم کو ماتم کدہ بنا دیا تھا۔

اگر یہ مانتے ہو موتِ عالِم موتِ عالَم ہے
تو موت مرشدِ عالم کا بولو نام کیا ہوگا

جب ایسے بزرگ رخصت ہوتے ہیں تو ان کے ساتھ تہذیب کی علامت اٹھ جاتی ہے ایک دور ختم ہو جاتا ہے۔ تاریخ کا ایک باب بند ہو جاتا ہے قوم صحیح معنوں میں یتیم ہو جاتی ہے۔ کارواں لٹ جاتے ہیں۔ سلف کی ایک یادگار محو ہو جاتی ہے بڑی سست ہے وہ قوم جو اپنے سردار کے فوت ہونے کے بعد اس کے لائحہ عمل کو نہ اپنائے ہمارا فرض ہے کہ حضرت اقدس کی وفات شریفہ کے بعد جو خلا پیدا ہو گیا ہے اس کو اگر صحیح معنوں میں پر نہیں کر سکتے (اور یقیناً نہیں کر سکتے)، تو کم از کم ان کے لائحہ عمل کو اپنائیں اور ترقی کی منزل کی طرف اسلام کی روشنی میں قدم بڑھائیں۔ یہی زندہ قوموں کا شعار ہے۔

جو قوم اپنے فوت شدگان کے ماتم میں سالہا سال کے جھگڑوں میں پڑ جاتی ہے۔ اس سے بدلے ہوئے حالات کے مطابق مذہب و ملت کے لئے کسی ذرّہ بھر قربانی کی توقع رکھنا بعید از قیاس ہے۔ ہمیں غم کے آنسو جذب کرنے کے علاوہ مسلسل کام کرنا ہے۔ حضرت شیخ التفسیرؒ کی زندگی ایک کھلی ہوئی کتاب کی مانند تھی جس سے سادگی، حب الوطنی، خلوص، حق بیانی اور دنیاوی طاقتوں سے بے خوفی کی خوشبو آتی تھی۔ آپ کی زندگی علامہ اقبالؒ کے مندرجہ ذیل شعر کی تفسیر تھی ؎

آئین جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

حضرت شیخ التفسیرؒ صرف مفسر ہی نہ تھے بلکہ قرآن پاک کی آیت اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ کی تفسیر بھی تھے۔ جب لاہور کے چودہ لاکھ مسلمانوں کے دل سے قرآن کی حفاظت کا احساس اور عظمت کا پاس اُٹھ گیا۔ تو خدائے پاک کی قدرت نے زبان حال سے للکار کر مسلمانوں کو کہا کہ قرآن حکیم تمہاری حفاظت کا محتاج نہیں ہے تم اس کی حفاظت کے محتاج ہو اگر تم اس کی حفاظت نہ کرو گے تو قدرت خداوندی نومسلم کے گھرانے میں احمد علیؒ کو پیدا کر دے گی، جو عزم و استقلال جرأت و مردانگی سے رشد و ہدایت کی مسند پہ بیٹھ کر قرآن پاک کا پیغام پہنچائے گا۔ نصف صدی تک جس کی آواز لاہور کی فضا میں گونجتی رہی اور لاکھوں افراد کے دل و دماغ میں سرایت کرتی رہی۔ کلام پاک کی برتری اور حضورؐ سرور کائنات کی ناموس کی حفاظت کے لئے نہ صرف اپنی تمام تر صلاحیتوں بلکہ اپنی اولاد کو بھی مذہب کے لئے وقف کر کے ثابت کر دیا کہ جب مسلمانوں کو احساسِ زیاں نہیں رہتا تو نومسلم کا پوتا حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب مسجد نبوی میں گنبد خضراء کے پاس بیٹھ کر درس قرآن و حدیث دیتا ہے۔ حضرت اقدسؒ نے جس بے نفسی سے اس دنیا کا سفر کیا اس کی نظیر اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتی ہے۔ کہ نصف صدی کی زندگی صرف دین کے لئے وقف کر دی اور کسی جماعت یا ادارے سے ایک پیسہ تک بھی وصول نہ کیا۔ حضرت شیخ التفسیرؒ وجاھدو فی سبیل اللّٰہ باموالکم وانفسکم کی زندہ تصویر تھے۔

وہ ہر ایک کو معاف کر دیتے تھے لیکن خدا کی ذات وصفات میں شریک ٹھہرانے والے اور آنحضرتؐ کے پہنچائے ہوئے پیغام حق میں بدعت پھیلانے والے کو کبھی معاف نہیں فرماتے تھے۔ شرک و بدعت سے بھرپور دور میں

آپ نے لاہور میں قدم رکھا۔ اس وقت بدعات کے خلاف آواز حق بلند کرنا بڑا مشکل کام تھا۔ مگر آپ نے اپنی دستار فضیلت سے الزامات کی چنگاریوں کو ہٹاتے ہوئے تہمتوں کی کنکریوں کو کھاتے ہوئے مسلمانوں کو از سر نو توحید سے روشناس کرایا اور حق کو وقت کی مصلحت کے دلکش پردے میں چھپانے کی بجائے صاف اور واشگاف الفاظ میں بیان فرمایا۔ توحید وسنت کی اشاعت وتبلیغ میں آپ کو جو تکلیفیں اٹھانی پڑیں ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ آپ جب قربانیوں کا دعویٰ کرتے تو کڑی آزمائشوں کو دعوت دیتے اور وقت آنے پر درس قرآن پاک کو یہ کہہ کر بند کر دیتے کہ اب تجھ پہ عمل کرنے کا وقت آگیا ہے

قید وبند کی صعوبتوں نے فقر وفاقہ کی طرح عمر بھر ساتھ دیا۔ مگر آپ کے عزم واستقلال میں ذرہ بھر فرق نہ آیا۔ یہ گروہ بیکہ حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ اسیر مالٹا کے مشن کی خاطر عمر بھر سرگرم عمل رہے۔ یہ اس قبیلہ کی آخری نشانی تھے۔ جنہوں نے انگریزوں کے صنم خانے کو ویران کر ڈالا۔ انہوں نے اس وقت اپنی صدا کو بلند کیا۔ جب زبانوں پہ مہریں لگی ہوئی تھیں جب ہر طرف یہی صدائیں سنائی دیتی تھیں کہ ہمارے پاس انگریزوں کے مقابلہ میں اسلحہ نہیں ہے ــ وقت کی مصلحت یہی ہے کہ اس کی اطاعت قبول کرلی جائے اور خواہ مخواہ ٹکرلے کر بے قصور جانوں کو تلف نہ کیا جائے۔ حضرت مولانا احمد علیؒ نے اپنے اکابرؒ کی طرح یہی جواب دیا کہ ہمارے پاس اصحاب بدر سے بھی کم اسلحہ ہے۔ لیکن آزادی قربانی مانگتی ہے اور آزادی کا پودا انسانوں کے خون سے سینچا جاتا ہے ــ ہمیں اللہ پہ بھروسہ کر کے جہاد کرنا چاہیئے کیونکہ توکل تن آسانوں کی افیون نہیں! جانبازوں کی شمشیر جگر دار ہے۔ اس لئے ہمیں اسلحہ پہ بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے ـــ

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

جس وقت انگریزی مجدد اور انگریزی نبی نے ہندوستان کو دارالاسلام قرار دیا تو حضرت شاہ ولی اللہؒ کے جانشینوں نے ہندوستان کو دارالحرب قرار دے دیا اور مسلمانوں کو خبردار کیا کہ جہاد کے لئے میدان میں نکل آئیں۔ تاکہ ہندوستان میں انگریزی طاقت کا جنازہ نکال دیا جائے ـــ مسلمانوں نے انگریزی مجدد اور انگریزی نبی سے قطع نظر کر کے اکابرین دیوبند کا ساتھ دیا۔ جنہوں نے انگریزوں کے لئے سکھ کی نیند حرام کر دی۔ علمائے دیوبند نے حصول آزادی کے لئے جو قربانیاں دی ہیں برّ صغیر کی تاریخ اس کو فراموش نہیں کر سکے گی۔ آزادئ وطن کی تاریخ میں حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ، شیخ الہند مولانا محمود الحسن...... اسیر مالٹا، حضرت مولانا عبیداللہ سندھی، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ شیخ الاسلام پاکستان اور حضرت مولانا احمد علیؒ کا نام سرفہرست ہے پاکستان کوئی فوری انقلاب کی پیداوار نہیں ہے بلکہ اس نوخیز پودے کے لئے تقریباً ایک صدی سے اکابرین دیوبند زمین ہموار کر رہے تھے۔ اور ان کے دوسرے کارکنوں کے ساتھ ہزاروں مائیوں نے انگریز کی جیل کی ہوا کھائی ہے۔

سرزمین لاہور میں حضرت شیخ الحدیثؒ اپنے اکابر دیوبند کی روشن کی ہوئی شمع کو لے کر آگے بڑھے۔ زمانہ کی تیز وتند ہوا سے آپ کے حوصلے پست نہ ہوئے تحریک ختم نبوّت آپ کا انداز قلندرانہ، ریشمی خطوط کی سازش میں آپ کا خندہ پیشانی سے جیلوں میں جانا۔ برطانوی استعمار پرستوں سے آخری وقت تک جنگ جاری رکھنا حضرت مولانا عبیداللہ صاحب سندھیؒ کی ہجرت پر جانشینی کے حق کو سنبھالنا۔ کشمیر ایجی ٹیشن میں گرفتار ہونا اور انجینئرنگ کالج کے انگریز پرنسپل کے خلاف تحریک چلانا یہ سب قربانیاں مدح سے بے نیاز ہیں۔ اگرچہ زمانہ عمر کے ولولوں کو ٹھنڈا دیتا ہے۔ مگر جسمانی کمزوری کے باوجود علمی اور عملی کمزوری آپ میں نہیں پائی گئی۔ اپنے مشن کے لئے بارہا دعا کرتے "اے اللہ جب تک زندہ رہوں۔ تیرے دین کی خدمت کرتا رہوں" اللہ نے اپنے مقبول بندے کی دعا قبول فرمائی جس دن رخصت ہوئے اُس دن بھی درس قرآن دیا اور فرمایا "لاہور یو! خدا کے ہاں جا کر یہ نہ کہنا کہ کوئی تیرا کلام سنانے والا نہ آیا تھا۔ ابھی وقت ہے۔ کہ کلام پاک پہ عمل کرو اور اسلام کے لئے اپنے تن من اور دھن کی بازی لگا دو۔ وقت بڑی تیز رفتاری سے جا رہا ہے مسلمان عمل کی پونجی سے خالی ہے۔ کر لو ابھی کرنے کا وقت ہے۔ پھر نہ کہنا کہ ہمیں خبر نہ ہوئی

حضرت شیخ التفسیرؒ ایک ایسا محور تھے جن کے گرد لوگ ہی نہیں بلکہ محاسن بھی گھومتے تھے۔ آپ لاتعداد خوبیوں کے مالک تھے ـــ آپ تصوف تک محدود صوفی ہی نہ تھے۔ حجرہ نشین عابد اور درویش ہی نہ تھے، مجاہد اور سیاسی رہنما ہی نہ تھے۔ بلکہ اپنے وقت کی ایک بہت بڑی برگزیدہ ہستی اور اہل چشم بصیرت تھے۔ گردش زمانہ نے بے شمار نفوس قدسیہ کو موت کی نیند سلا دیا ہم میں سے ایسے بزرگ ایک ایک کر کے رخصت ہو رہے ہیں ـــ خداوند کریم کا اٹل فیصلہ ہے کہ جب تک میرا کوئی نیک بندہ تہمیں میرے احکام سناتا ہے اُس وقت تک کوئی عذاب نہ بھیجوں گا ـــ ہماری قوم بڑی غلط راستہ پہ چل رہی ہے اور وہ وقت دور نہیں کہ "جب تم باوجود رشد وہدایت کے گمراہی کی راہ اختیار کروگے تو عذاب خداوندی کا انتظار کرو" کا وعدہ پورا ہوگا۔ اس لئے خداوند کریم اپنے برگزیدہ نفوس کو ایک ایک کر کے ہم میں سے اٹھا رہا ہے تاکہ ایسا ایک بھی نہ رہے جو رو رو کر اور ہاتھ پھیلا کر اپنی عاجزی اور انکساری کے ساتھ دروازہ رحمت پہ دستک دے کر عذاب خداوندی کو ٹال سکے اس لئے راہنما اٹھتے جا رہے تھے۔

ازل سے یہی ہوتا ہے کہ بڑے لوگ اپنی یادوں اور اپنے عقیدت مندوں کو روتا ہوئے چھوڑ جاتے ہیں۔ اس طرح حضرت شیخ الحدیثؒ ہمیں روتا ہوا چھوڑ کر چلے گئے اب وہ ہماری دنیا میں موجود نہیں ہیں اور ہم آپ کو اپنی دنیا میں نہیں دیکھ سکتے ـــ

وہ صورتیں الٰہی! کس دیس بستیاں ہیں
کہ جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

جلسہ دستاربندی

مدرسہ جامعہ مدنیہ کا جلسہ دستاربندی مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۶۳ء مطابق ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۸۲ھ بروز جمعہ ہونا قرار پایا ہے۔ جس میں حافظ الحدیثؒ امام الاولیاء حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی امیر جمعیۃ علمائے اسلام پاکستان نے شرکت کا حتمی وعدہ فرمالیا ہے۔ لہٰذا احباب تاریخ نوٹ فرمالیویں

احقر (مولانا) محمد عبداللہ میانوی
ناظم جامعہ مدنیہ حنفیہ ٹوبہ ٹیک سنگھ (لائل پور)

داخلہ

مدرسہ مدینۃ العلوم سرگودھا میں جدید داخلہ طلباء مورخہ ۷ شوال ۱۳۸۲ھ سے شروع ہے درجہ اولیٰ سے درجہ وسطانی موقوف علیہ دورہ حدیث تک چھ علوم وفنون پڑھائے جاویں گے امسال ایک جید اور ماہر عالم کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ طلبا کے قیام وطعام وغیرہ کا مدرسہ کفیل ہوگا ـــ

ناظم مدرسہ مدینۃ العلوم سرگودھا

روحانی امراض کا ہسپتال

از محمد عثمان غنی بی اے، ڈاکہ کینٹ

(قسط اول)

جمیل اور سعید ہوسٹل میں مقیم ہیں اور اپنے ہم سبق صوفی بشیر سے مذاق کر رہے ہیں۔ تینوں تھرڈ ایئر کے سٹوڈنٹس ہیں۔

جمیل:- صوفی جی! آپ نہ تو تاش میں ہمارے ساتھ شامل ہوتے ہیں، نہ سینما جاتے ہیں، نہ ہی گپ شپ سے دل خوش کرتے ہیں۔ آخر آپ کو کیا مرض ہے۔

سعید:- صوفی جی کو تو کالج میں بھی کبھی چہچہاتے نہیں دیکھا، اور ہوسٹل میں بھی مغموم ہی رہتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ صوفی جی کسی کے عشق میں گھلے جا رہے ہیں یا پھر ان کو دل کا مرض ہے۔ کیوں صوفی جی؟

صوفی بشیر:- بھائیو! تم ٹھیک کہتے ہو۔ سچی بات یہ ہے کہ میں فضولیات میں اپنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ جس شخص کو ایک بہت بڑا معرکہ درپیش ہو وہ کیونکر چہچہا سکتا ہے۔ آپ نے مجھے مریض عشق کا خطاب دیا ہے جو بالکل صحیح ہے۔

جمیل:- آہا۔ صوفی جی! آپ تو چھپے رستم نکلے ہم سمجھتے تھے کہ صرف نئی روشنی کے نوجوان طلبار طالبات پر ہی یہ الزام ہے۔ کہ وہ شیکسپیئر اور دیگر مصنفین کا لٹریچر پڑھ کر محبت کی آگ میں جلنے لگ جاتے ہیں۔ لیکن آج معلوم ہوا کہ آپ ایسے صوفی منش لوگ بھی اس چاشنی سے محروم نہیں ہیں جبھی ٹھنڈی آہیں بھرتے رہتے ہیں

سعید:- بھئی دل ہر کسی کے پاس ہوتا ہے۔ آخر صوفی جی کا دل بھی تو ہے نا۔

صوفی بشیر:- دوستو! تم لوگ غلط سمجھے ہو۔ انسان دنیا میں ایک مسافر کی سی حیثیت رکھتا ہے اور دنیا کے بعد ایک اُخروی زندگی بھی ہے ـــ موت کے بعد قبر کی منزل ہے ...... اور پھر حشر کا معرکہ ہوگا۔ انسان دنیا میں رہ کر اخروی زندگی کے لئے فکر کرتا ہے۔ بتاؤ جس کو اتنا بڑا معرکہ درپیش ہو وہ چہچہائے گا؟ وہ سینما میں جاکر دولت اور وقت برباد کرے گا؟ وہ تاش کی منحوس محفلوں میں وقت ضائع کرے گا؟

جمیل:- نہیں ہرگز نہیں

سعید:- مگر آپ نے وہ عشق والی بات تو اخفا میں ہی رکھی ہے!

صوفی بشیر:- میاں تم تو عشق مجازی پر نظر رکھتے ـــ ہو۔ میں عشق حقیقی کے شعلوں میں جلتا ہوں اللہ والوں کے پاس بیٹھنے سے اس طرف رہنمائی ہوتی ہے۔ اور پھر یہ تمام بناوٹی محبتیں کافور ہو جاتی ہیں۔ میں تمہارا سچا دوست ہوں اور میری بات مانو تو کسی اللہ کے برگزیدہ بندے کے پاس بیٹھا کرو

جمیل:- خوب خوب۔ صوفی جی ہماری بھول تھی بھئی معاف کیجئے گا۔

سعید:- میرے پیٹ میں سخت درد ہونے لگا ہے للہ کسی ڈاکٹر کے پاس لے چلو۔

جمیل اور صوفی بشیر ہوسٹل کے باہر تانگہ لاتے ہیں اور سعید کو ڈاکٹر عبدالرشید کے کلینک میں لے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر دوائی دیتا ہے اور انجکشن بھی، سعید کا درد ٹھیک ہو جاتا ہے۔ تینوں پھر اپنے ہوسٹل میں لوٹ آتے ہیں۔

صوفی بشیر:- سعید بھیا! آپ نے دیکھا کہ جسمانی بیماری کی کتنی سخت تکلیف ہوئی اور آپ کس قدر بے قرار ہو گئے اور ڈاکٹر کی ضرورت پڑی دوائی اور انجکشن ملا۔ تو پھر تکلیف دور ہوئی اسی طرح روحانی امراض بھی ہیں جن کے ڈاکٹر بھی ہیں اور وہ تشخیص کر کے دوائی بھی دیتے ہیں پھر صحت بحال ہو جائے تو زندگی سنور جاتی ہے۔ زندگی ہی نہیں بلکہ جیسا کہ میں نے آپ کو پہلے بتایا ہے۔ قبر کی منزل آسان اور حشر کی سختی بھی دور ہو جاتی ہے۔ انسان صحیح معنوں میں انسان بن جاتا ہے۔

جمیل:- صوفی صاحب! جسمانی امراض کے نام تو ہوتے ہیں۔ بخار، کھانسی، نزلہ زکام، دق، ہیضہ فالج وغیرہ۔ ان کے لئے تشخیص کے بعد مناسب نسخہ تجویز کیا جاتا ہے۔ مگر روحانی امراض کے متعلق تو فرمایئے کہ ان کے نام وغیرہ کیا ہیں۔ اور ان کے لئے نسخہ کیا ہے؟

صوفی بشیر:- جس طرح جسمانی امراض کے نام ہیں اسی طرح روحانی امراض کے بھی نام ہیں۔ مثلاً حسد، بغض، کبر، کینہ، عجب، ریا، نفاق، اعتقادی وغیرہ اور ان کے طبیب ان کی تشخیص کرنے کے بعد ان کا مناسب نسخہ تجویز کرتے ہیں

سعید:- صوفی صاحب پھر تو نہایت ضروری ہے کہ چل کر کسی روحانی طبیب کو نبض دکھائی جائے تاکہ اگر کسی مرض کے جراثیم بھی موجود ہوں تو وہ مار دیئے جائیں۔ ورنہ متعدی بیماری لاحق ہو جائے جیسے کہ میں نے ابھی ابھی درد سے سبق سیکھا ہے

جمیل:- سعید کی بات بڑی وزنی ہے اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ زندگی کا اعتبار نہیں ہے اس وقت ہم کالج میں پڑھ رہے ہیں اور جوانی کی بہاروں سے گزر رہے ہیں۔ اگر ابھی سے اپنے امراض معلوم ہو جائیں تو علاج بھی ہو سکے گا۔ ورنہ پھر خطرہ ہے۔ لہٰذا صوفی صاحب! اگر آپ کو کسی ایسے روحانی ڈاکٹر کے ہسپتال کا علم ہو تو ہمیں لے چلیئے۔

صوفی بشیر:- آپ لوگ بڑے مخلص ہیں اور خدا تعالےٰ آپ کو ضرور ہدایت عطا فرمائیں گے چلیئے میں آپ کو اپنے پیرومرشد کے ہاں لے چلتا ہوں

تینوں دوست ایک بلند منزلت پیر کامل کے دربار میں پہنچتے ہیں۔ وہاں بے شمار لوگوں کا مجمع ہے۔ صوفی بشیر اپنے دونوں دوستوں کو بتاتے ہیں کہ یہ روحانی امراض کا ہسپتال جہاں پر مختلف قسم کے مریض، موجود ہیں اور سب کو ڈاکٹر صاحب دوائی دیتے ہیں اور مریض اچھے ہو جاتے ہیں۔ جمیل اور سعید نہایت ادب کے ساتھ مرد کامل کے سامنے جاکر دوزانو بیٹھ جاتے ہیں۔

مرد کامل:- بشیر ان دو نوجوان دوستوں کو کس لئے لائے ہو؟

صوفی بشیر:- حضرت یہ دونوں آپ کی زیارت کے لئے آئے ہیں۔ اور ان کو شوق ہے کہ دنیا سے روحانی امراض سے شفایاب ہو کر اگلے جہان جائیں۔ تاکہ یہ بیماریاں قبر میں بھی نہ ستائیں اور حشر میں بھی سرخرو ہوں۔ آپ ان کی رہنمائی فرمائیں

مرد کامل:- عزیزو! اللہ تعالےٰ تمہاری اس کوشش کو قبول فرمادیں۔ یاد رکھو یہ زندگی چند روزہ ہے۔ آخرت کی فکر کرو۔ یہاں سے خالی ہاتھ جانا ہے۔ اعمال صالحہ ہی ساتھ جائیں گے۔ غفلت بری چیز ہے۔ کسی کا دل نہ دکھاؤ۔ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے احکام کے مطابق زندگی گزارو گے تو قبر جنت کے باغوں سے ایک بن جائے گی۔ اگر تم خدا کی عبادت اور ذکر کرو گے تو تمہیں دین و دنیا میں کامیابیاں نصیب ہوں گی۔ رزق کی ذمہ داری

اللہ یہ ہے۔ روحانی امراض کا احساس بعض اوقات علماء کو بھی نہیں ہوتا۔ حالانکہ وہ بھی مریض ہوتے ہیں۔ ان سے ہر حال میں شفایابی ضروری ہے۔ لہٰذا تم آئندہ کے لئے عہد کرو کہ زندگی گزارو گے تو زندگی دینے والے کے حکموں کے مطابق اور جہاں سے وہ روکے گا رُک جاؤ گے۔ توبہ کرو اور اچھے کاموں کا قصد کرو

جمیل اور سعید کے چہرے خوفِ خدا سے زرد ہیں اور دونوں کی آنکھوں سے زار و قطار آنسو جاری ہیں دونوں مردِ کامل کے ہاتھ پر توبہ کر کے عہد کرتے ہیں کہ آئندہ زندگی خدا کے احکام کے مطابق گزاریں گے۔ مردِ درویش اللہ کے ذکر کی تلقین کر کے اُن کو رخصت کرتے ہیں

صوفی بشیر کی بہن ہاجرہ اور گھر کے دیگر افراد آتشدان کے گرد جمع ہیں صوفی بشیر کالج سے چھٹیاں ہونے پر گھر آئے ہوئے ہیں

صوفی بشیر:- اللہ تعالےٰ نے بعض لوگوں کو قلبِ سلیم کی دولت سے نوازا ہے اور جس دل میں دنیاوی باتیں بھری ہوتی ہیں۔ ایک دم وہاں دینی شوق گھر کر لیتا ہے۔ بری عادتیں چھوٹ جاتی ہیں اور اچھے خصائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ محض اللہ کی دین ہے

ہاجرہ:- بھائی جان! آپ نے تو مخدومنا و مرشدنا کی محفل میں یہ چیز اکثر دیکھی ہو گی کہ دنیادار دیندار بن گئے اور اطمینانِ قلب کی دولت سے مالا مال ہو گئے۔ پچھلی مرتبہ جب میں اماں جان کے ہمراہ بیعت کے لئے حاضر ہوئی تو اس قسم کے واقعات میں نے خود دیکھے۔ بعض ایسی ایسی مستورات کے دل موم ہوتے دیکھے جن کے بارے میں مجھے وہم و گمان بھی نہ تھا کہ کبھی یہ بھی دینی ماحول سے متاثر ہوں گی

صوفی بشیر:- ہاجرہ بہن! اللہ والوں کے سیدھے سادے الفاظ دلوں کی دنیا بدل کے رکھ دیتے ہیں۔ میرے دو دوستوں جمیل اور سعید کی اب ماشاءاللہ یہ حالت ہے کہ باوجود کالج کے متعلمین ہونے کے وہ ذاکر ہیں اور غافل نہیں ہیں۔ زندگی کی گاڑی سیدھی لائن پر چل رہی ہے۔ اور انشاءاللہ جلد ہی وہ ارتقائی منازل طے کریں گے

اتنے میں ہاجرہ کی دو سہیلیاں حمیدہ اور بلقیس دستک دیتی ہیں ہاجرہ اُن کو اپنے کمرے میں بٹھا کر بات چیت شروع کرتی ہے۔

ہاجرہ:- کہو بہنو! کیسے آنا ہوا؟

حمیدہ:- سوچا کہ چلو ذرا دن بھر کی تھکن کو دور کرائیں۔ کچھ گپ شپ ہو گی۔ چہل قدمی کریں گی اور اگر ہو سکا تو کوئی اچھی سی پکچر بھی دیکھ لیں گے

بلقیس:- ہمارے بھیا محسن بتا رہے تھے کہ گول چوک والے پکچر ہاؤس میں ان دنوں بڑی معیاری فلم آئی ہوئی ہے۔ کیا خیال ہے وہاں ہی کیوں نہ چلا جائے؟ گپ شپ بھی ہو گی چہل قدمی بھی اور پھر تھکن بھی دور ہو جائے گی۔ دل بہل جائے گا سو اور بھی اچھا ہے۔

ہاجرہ:- بات یہ ہے کہ ہمارے گھر کے سب لوگ دینی ماحول کو پسند کرتے ہیں اور بحمداللہ میں بھی اس نیک خاندان کی ایک فرد ہوں خوش گپیوں کے بجائے اگر ہم لوگ کوئی زندگی کو سدھارنے والی بات کریں تو ٹھیک نہ رہے گا؟ اور چہل قدمی کے بجائے گھر کی چار دیواری میں رہ کر شیطان کے حملوں سے بچنا بہتر ہے۔ بے پردگی اور عریانی اس قدر عام ہو گئی ہے کہ بڑے بڑے گھرانوں کی نیک نفس بیبیاں بھی اب تو پردہ کی تارک ہو چکی ہیں اور مزید برآں ٹائیٹ لباس اختیار کر کے ٹیڈی بنی پھرتی ہیں

حمیدہ:- اری ہاجرہ! ہم تم سے مولویوں کی کی باتیں سننے تھوڑا آئی ہیں۔ اٹھو اور ہمارے ساتھ چلو۔ بڑی آئی کہیں کی رابعہ بصری ثانی ——

بلقیس:- دیکھو حمیدہ! تمیز سے بات کرو —— حضرت رابعہ بصری کا نام ادب سے لو تمہیں معلوم نہیں ہے اُن کا مقام۔ اللہ کے نیک بندوں اور بندیوں کا احترام نہ کیا جائے تو خدا کا غضب بھڑکتا ہے

حمیدہ:- اچھا جی! تم بھی اُسی روش پر چل پڑیں؟ لو بھئی ہم تو رہ گئے اکیلے۔ چلو بابا ہم چپ ہو کر مٹی کے مادھو بن کے بیٹھ جاتے ہیں اور تم لوگ اپنا وعظ شروع کرو۔

ہاجرہ:- حمیدہ بہن! آپ کا ہمارے غریب خانہ پر تشریف لانا بڑی خوشی کا باعث ہے مگر دیکھو اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے ہر حکم کے سامنے گردن خم کر دینی چاہیئے۔ بلقیس بہن کو خدا کا خوف ہے تو انہوں نے فوراً آپ کو ٹوکا۔ آپ بھی ماشاءاللہ ذہین ہیں۔ خود ہی بتایئے کہ پردہ کے بارے میں میری معروضات سے آپ کو اتفاق ہے یا نہیں؟

حمیدہ:- ہرگز نہیں۔ یہ دقیانوسی باتیں اس زمانے میں نہیں برداشت کی جا سکتیں۔ ہم تو بیسویں صدی میں جی رہے ہیں۔ اگر تم کو ڈیڑھ ہزار پرانا تمدن اور قدیم تہذیب پسند ہے تو پھر تم لوگوں کو آج کی دنیا میں جینے کا حق ہرگز نہیں ہے

بلقیس:- سنو حمیدہ! تم بڑی گستاخ ہوتی جا رہی ہو۔ خدا اور رسولؐ کی باتوں کا احترام کرو۔ ورنہ پچھتاؤ گی ——

ہاجرہ:- نہیں نہیں بلقیس بہن۔ آپ حمیدہ بہن کو ناراض نہ کریں۔ اُن کی باتوں کو سن کر اُن کو سیدھا راستہ دکھائیں۔ ہمارے پیر و مرشد کی محفل میں بڑی بڑی سنگدل عورتیں بھی اپنے دلوں کو موم ہوتا دیکھتی ہیں۔ وہ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی باتیں سنانے کے علاوہ اور کوئی بات نہیں کہتے۔ اتفاق سے میرے بھائی جان بھی آج گھر آئے ہوئے ہیں اور کل صبح وہ چلے جائیں گے

بلقیس:- کیوں نہ ایسا پروگرام بنایا جائے کہ بھائی جان کے ہمراہ ہم لوگ بھی کل چلیں اور حضرت کی محفل میں بیٹھ کر اپنی اصلاح کرائیں۔

حمیدہ:- یقین کرو ہاجرہ! تمہاری باتیں سن کر دل کو خوف آنے لگا ہے۔ یقیناً حضرت کے پاس جا کر تو دل اور بھی نرم ہو گا۔ اچھا تو پھر ہم کل صبح اپنے گھروں سے اجازت لے کر بھائی بشیر صاحب کے ہمراہ چلیں گی۔ مگر شرط یہ ہے کہ شام کو واپس بھی آنا ہو گا۔

ہاجرہ:- ٹھہرو میں بھائی جان سے پوچھ لوں۔

ہاجرہ صوفی بشیر سے پوچھتی ہے۔ اور صوفی بشیر کی خوشی کی انتہا نہیں رہتی کہ دو نو نئی تعلیم یافتہ اور جدید روشنی کی دلدادہ لڑکیاں رو بہ اصلاح ہیں فوراً ارادہ کو تقویت دیتے ہیں اور صبح کا پروگرام بنتا ہے۔ دوسرے روز علی الصبح بلقیس اور حمیدہ اپنے اپنے گھروں سے اجازت لے کر آ جاتی ہیں اور ہاجرہ کے ہمراہ صوفی بشیر کی نگرانی میں روانہ ہوتی ہیں

صوفی بشیر:- ہاجرہ! دیکھو بھئی بزرگوں کی مجلس کے کچھ آداب ہوتے ہوتے ہیں۔ اپنی سہیلیوں کو تم نے اُن سے آگاہ کر ہی دیا ہو گا۔ میرا مطلب ہے کہ اللہ والوں سے بڑے ادب سے بات کرتے ہیں۔ کسی قسم کی بدتمیزی یا گستاخی ہرگز نہیں کرتے۔ ہدایت تب ملتی ہے جب بزرگوں کا سو فیصدی ادب کیا جائے۔

ہاجرہ:- بھائی جان ہم کو آپ اتنا کم عقل نہ سمجھیں۔ میری سہیلیاں ماشاءاللہ زیورِ تعلیم سے آراستہ ہیں اور اچھے گھرانوں کی چشم و چراغ ہیں۔ انشاءاللہ آپ ان کو پوری طرح مؤدب پائیں گے

چاروں مردِ کامل کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ مستورات کو پردہ میں بٹھا کر صوفی بشیر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ ہاجرہ کی دو سہیلیاں رشد و ہدایت کے لئے حاضر ہوئی ہیں

مردِ کامل: بیٹیو! اللہ تعالےٰ کے احکام پر جو پابند ہوگا اس کی دُنیا بھی اچھی گزرے گی اور وہ آخرت میں بھی نجات پائے گا۔ آج کل دنیا اسلامی احکام کا مذاق اڑاتی ہے اور اسلام کے طریقوں میں نقص نکالتی ہے بلکہ بعض تو اسلام کو ناقابل عمل سمجھتے ہیں۔ یہ بڑی بدبختی کی بات ہے۔ بچیو! تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ حیا عورت کا زیور ہے۔ عورت جب گھر کی چار دیواری سے باہر نکلتی ہے تو شیطان قدم قدم پر حملے کرتا ہے اسی لئے اسلام نے پردہ پر زور دیا ہے۔ عورت کی آواز بھی بلند نہیں ہونی چاہیئے۔ حتّٰی کہ رسولؐ پاک کا فرمان ہے کہ عورت کو بلند آواز سے قرآن بھی پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ جتنے پوشیدہ سے پوشیدہ مقام پر عورت نماز پڑھے اُتنا ہی اس کو اجر زیادہ ملے گا۔ حضورؐ کے ایک نابینا صحابیؓ ایک مرتبہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اُمّ المومنین نے پردہ نہ کیا کیونکہ وہ نابینا تھے حضورؐ نے فرمایا پردہ کرو۔ انہوں نے کہا حضورؐ یہ تو نابینا ہیں۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ اگر وہ نابینا ہیں تو تم تو نابینا نہیں ہو۔ معلوم ہوا پردہ نہایت ضروری چیز ہے۔ پھر تم کو جنّت میں جانا ہے تو جنتی عورتوں کی سردار حضرت فاطمہؓ کی پیروی کو لازم پکڑو ——— ایک مرتبہ حضورؐ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلاکر کان میں کچھ کہا تو وہ رونے لگیں۔ پھر تھوڑے سے وقفہ کے بعد بلایا اور کان میں کچھ کہا تو وہ خوش ہو کر ہنسنے لگیں۔ حضرت علیؓ نے تنہائی میں حضرت فاطمہؓ سے پوچھا۔ کہ پہلی تم نے حضورؐ کی بات سُن کر رونا شروع کر دیا اور پھر ہنس پڑیں بتاؤ تو کیا ماجرا تھا؟ حضرت فاطمہؓ نے جواب دیا کہ حضورؐ نے جب مجھے پہلی بار بلاکر بات سنائی تو فرمایا کہ میرا وقتِ رخصت قریب ہے تو یہ سن کر میرے آنسو جاری ہوگئے اور دوسری مرتبہ آپ نے فرمایا کہ تم بھی جلد ہی میرے ساتھ آملوگی تو میں خوش ہوگئی۔ یہ کہنے کے بعد حضرت فاطمہؓ نے اپنے شوہر حضرت علی رضی اللہ عنہٗ سے ایک وصیت کی کہ "اے میرے پیارے خاوند! جب میری موت واقع ہو تو میرا جنازہ رات کے اندھیرے میں اٹھانا تاکہ کسی غیر محرم کی نظر نہ پڑے اور کسی کو یہ معلوم نہ ہو کہ فاطمہؓ کا طول و عرض کتنا تھا ——" بیٹیو! مسلمان ہونے کا دعویٰ سب کو ہے مگر جن کے نقش پا پر چلنا چاہیئے وہ تو اپنی میت کو بھی پردے میں لے جانے کی وصیت کریں اور وہ خاتونِ جنت ہوں اور تم بے پردہ بازاروں اور سینماؤں میں پھرو۔ یہ درست نہیں ہے۔ خدا کے آگے گڑگڑاؤ اور توبہ کرو۔ آج کے بعد تمہاری زندگی میں اسلامی روح نظر آنی چاہیئے ——"

تینوں کی چیخیں نکل جاتی ہیں اور رو رو کر توبہ کرتی ہیں مردِ کامل کے ارشادات سن کر بچشمِ تر صوفی بشیر کے ہمراہ واپس چلی جاتی ہیں ——

بقیہ مجلس ذکر ص۸ سے آگے

جو کچھ سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو۔ اگر ایمان والے ہو۔ اگر تم نے نہ چھوڑا تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلان جنگ ہے اور اگر توبہ کرلو تو اصل زر تمہارا تمہارے واسطے ہے۔ نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔

مسلمانوں کی بدبختی ہے کہ کاروبار کا مدار بنکنگ پر ہے۔ اور بنکنگ کا نظام سود پر قائم ہے۔ مسلمانوں کی عبادت کا دن جمعہ ہے اور ممالک غیر کے تتبع اتوار کو چھٹی کرتے ہیں۔ لہذا ہم کافروں کے نظام کو برتری دینے پر مجبور رہیں اور جمعہ کی بجائے اتوار کو چھٹی کرتے ہیں

دراصل اسلام کو تمام ادیان باطلہ پر غلبہ دلانا میرا اور آپ کا فریضہ ہے۔ ہمیں پاکستان بن جانے کے بعد اپنا مجوزہ پروگرام جاری کرنا چاہیئے تھا، تہذیب اخلاق، تدبیر منزل اور سیاست مدنیہ کے بعد خلافت کبری کا دور آسکتا ہے۔ مسلمان اگر اپنا پروگرام خود چلاتے تو اتوار کی بجائے جمعہ اور ماہِ رمضان میں چھٹی کرکے انگریز کی لعنت سے نجات حاصل کرتے۔ اللہ تعالے اس نصب العین تک جلدی پہنچائے اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ ابتدا گھر سے ہوگی۔ گھروں میں ذکر اللہ کی مجلس اور مال حلال سے اصلاح شروع کریں، اس کے بعد محلہ اور شہر والوں کی اصلاح کی طرف توجہ دیں۔ حکم سارے اللہ کے لئے ہیں۔ ہمارے لئے قانون بنانا نہیں۔ بلکہ اس پر عمل پیرا ہونا ہے۔ مسلمانوں کا دین الگ ہے۔ مسلمانوں کی ثقافت الگ ہے۔ پاکستان کا اصل مقصد۔ گویا کہ ہنوز دلی دور است۔ ہم زبان سے تو کہتے ہیں عمل کرکے دکھائیے۔ کوئی بھی اپنے آپ کو بری الذمہ نہ سمجھے

اللہ تعالے اعلائے کلمۃ الحق کے ساتھ عمل کی توفیق بھی عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

سبحٰنک اللّٰھم وبحمدک نشھد ان لا الٰہ الا انت نسئلک الجنۃ ونعوذبک من النار۔

بقیہ: مولانا غلام غوث ہزاروی

کا پیغام دے کر اور سرکشان ملت کو دھمکی آمیز ناصحانہ انداز میں صفوف اسلام میں دوش بدوش کھڑا ہونے کی دعوت پیش کرکے اسوۂ نبوی کا اختیار فرما رہے ہیں۔ پروردگار عالم کی قسم اُن کا یہ جذبہ باشندگان پاکستان کی دینی و دنیوی کامرانی کا ضامن ہے۔ وہ خیر خواہی کے پیغام کو پیغمبرانہ حکمت سے جاری وساری کرنے کے متمنی ہیں۔ وہ کسانوں، مزدوروں اور غریب پیشہ وروں کے لئے مشفق ناصح ہیں اور تیلیوں، پولیوں، ٹامیوں اور سیٹھوں کے گرفتاروں کو قدرے پدرانہ رعب سے نماز کا پابند بنانا چاہتے۔ اُن کا مقصد ہے، کہ سپاہی سے لے کر صدر مملکت تک اور خاکروب سے خاتون مملکت تک کا سر خدائے دوجہان کے سامنے جھک جائے۔ اور پاکستان کے ذرے ذرے پر رحمت خداوندی بن کر برسے۔

ہم حضرت مولانا غلام غوث سرحدی کو تمام اسلامیان پاکستان بلکہ اسلامیان عالم کی مبارک باد کا مستحق سمجھتے ہیں۔ اور خدائے ذو المنن سے دعاگو ہیں۔ کہ وہ ایسے مخلص۔ روشن ضمیر، شیدائے اسوۂ نبوی اور مسلمانوں کے بہی خواہ مرد کامل کو اپنے رحمتوں سے مالا مال کرے۔ اور ان کو اپنے فضل وکرم سے پاکستان کا مقتدائے اعظم بنائے۔ تاکہ قرآن حکیم کی تابانیوں سے معاشرے کا گوشہ گوشہ منور ہو جائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

بقیہ اداریہ ص۳ سے آگے

مذہبی آزادی سلب کی جا رہی ہو۔ شعائر اسلامی کی توہین کھلے بندوں ہو۔ دین حق کا مذاق اڑایا جائے، تعلیمات اسلامیہ کی خلاف ورزی مشغلہ بن جائے۔ دوسری شادی پر تو بندش ہو کہ اس کا حق خالق نے بندے کو دیا ہے لیکن زناکاری پر کوئی پابندی نہ ہو۔ بھائی بہن بھی معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اس شیطانی فعل کے مرتکب ہوں تو راضی خوشی کا یہ سودا قانون کی گرفت سے باہر ہو۔ یقیناً یہ صورت حال کسی طرح بھی ایک اسلامی ملک کے لئے باعث عزت نہیں ہوسکتی۔ اور اسلام جس کے صدقے یہ ملک نصیب ہوا وہ تو یہاں عاجز ہو لیکن بیحیائی کھل کھیل رہی ہو۔

ہم پھر ایک مرتبہ عوام سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ حکومت کی مشکلات میں اضافے کا باعث نہ بنیں اور حکومت سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ موجودہ نازک صورت حالات کے پیش نظر اپنے حدود سے تجاوز نہ کرے۔ حکومت کے ذمہ اپنے ہی کیا کم مسائل ہیں کہ وہ دوسروں کے حقوق میں بھی دخیل ہونے لگی ہے۔ وقت کا تقاضا یہی ہے کہ ایسی صورت حالات پیدا نہ کی جائے کہ حکومت اور عوام کے درمیان اختلافات کی خلیج حائل ہو۔ اور ملک کی بقاء اور سالمیت کا ادعا بھی ہے۔ کہ عوام وحکام میں زیادہ سے زیادہ اشتراک فکر وعمل ہو۔

آخر میں ہم قومی اسمبلی کے معزز ارکان اور ارباب اقتدار سے ملتمس ہیں کہ وہ۔۔۔ عائلی قوانین کی فوری تنسیخ کا اعلان کرکے عند اللہ عند الاسلام اور عند الناس ماجور ہوں

وما علینا الا البلاغ

بچوں کا صفحہ

محسنِ اعظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

فخرالدین صدیقی جنرل سیکرٹری مجلس تہذیب اسلامی لاہور

برادرانِ عزیز! آج ہم آپ سے جناب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی زندگی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ رات ہو چکی تھی۔ لیلیٰ شب نے اپنی سیاہ زلفیں رُخِ ہستی پر بکھیر دی تھیں۔ ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا۔ لوگ میٹھی نیند سو رہے تھے کہ قریب ہی سے ایک دھیمی سی آواز آنے لگی۔ یہ ایک قافلہ تھا جو اپنی منازل طے کرتا ہوا یہاں تک پہنچ چکا تھا۔ یہ قافلہ ملکِ شام کی جانب سے آ رہا تھا۔ اس میں مرد، عورتیں اور بچے گویا سبھی شامل تھے۔ اس وقت سفر کا یہ عالم تھا کہ کوئی شخص اکیلا تو کُجا گروہ کی صورت میں بھی مشکل ہی سے نکلا کرتا تھا کیونکہ چور، ڈاکو حملہ کر کے سامان وغیرہ اکثر لُوٹ لیا کرتے تھے۔ قتل و غارت عام تھی، کسی کا جان و مال محفوظ نہ تھا۔ یہ قافلہ ابھی چلا جا رہا تھا۔ آخرکار امیرِ کارواں نے ایک کھلا سا میدان دیکھ کر پڑاؤ ڈالنے کو کہا۔ جلدی جلدی خیمے نصب کئے گئے۔ اچانک ایک طرف سے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنائی دی۔ اہلِ قافلہ ڈر گئے۔ آن کی آن میں سارے قافلے پر سکوت کا عالم طاری ہو گیا۔ گھوڑسوار ابھی قریب ہی پہنچنے پائے تھے کہ بعض کمزور دل عورتوں اور بچوں کی چیخیں نکل گئیں۔ مردوں نے جلدی جلدی اسلحہ زیبِ تن کر لیا اور آنے والے خطرے کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے

جب یہ مختصر سا گروہ اُن کے قریب پہنچا تو میرِ کارواں نے پوچھا، تم کون ہو؟ اس قافلے کا سردار جو سب سے زیادہ خوبصورت نورانی چہرہ اور تقریباً زندگی کی بیس بہاریں دیکھ چکا تھا اس نے جواب دیا کہ آپ اطمینان رکھیں ہم آپ کے دوست ثابت ہوں گے۔ نوجوان کی آواز سے سچائی ٹپک رہی تھی۔ امیرِ کارواں بھی بہت متاثر ہُوا۔ تو اس نوجوان نے فرمایا۔ ہم آپ کو لُوٹنے کی غرض سے نہیں آئے بلکہ آپ کی حفاظت کرنے آئے ہیں۔ اہلِ قافلہ نہایت حیرانی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ یہ پہلا موقعہ تھا کہ عرب کی سرزمین میں زمانۂ جاہلیت میں کچھ لوگ ان سے اس خوش اخلاقی سے پیش آئے تھے۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی خلافِ معمول تھی اس لئے اہلِ کارواں اس پر کیسے بھروسہ کر سکتے تھے۔ لیکن اس نوجوان کے پُرنور چہرہ پر معصومیت کے آثار نمایاں تھے۔ آخرکار اہلِ قافلہ نے اعتماد کر لیا۔

چنانچہ اہلِ کاروان بے فکری سے سو رہے تھے اور یہ نوجوان اپنے دوستوں کی معیّت میں پہرہ پر مامور تھا۔ آج وہ قافلے والے چوروں، ڈاکوؤں کے سوا جنگلی درندوں سے بھی بے خوف ہو کر سو رہے تھے۔ جب صبح ہوئی تو سب مرد، عورتیں اور بچے اس نوجوان کے گرد جمع تھے۔ اور بچے لاڈ سے اس کے دامن میں کھیل رہے تھے۔ وہ سر جھکائے کھڑا تھا ہر کوئی اس سے پوچھ رہا تھا کہ اے راہبر! تیرا نام کیا ہے اور تو کہاں رہتا ہے۔ اس پر اس نوجوان نے جواب دیا۔ کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں، عبداللہ ابن عبدالمطلب ہاشمی کا لختِ جگر ہوں۔ رات ختم ہو چکی تھی۔ اس لئے اب وہ اپنے ساتھیوں سمیت واپس گھر لَوٹ رہا تھا۔ سارا قافلہ اس کی طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

ہر روز جب نوجوان گروہ در گروہ ڈاکہ زنی کے لئے نکلتے۔ تو ادھر یہ نوجوان اپنے دوستوں سے کہتا کہ آج رات ہم باہر ایک کام کے لئے جائیں گے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کسی کو یہ معلوم ہی نہ تھا کہ چند سالوں بعد نوجوان لوگوں کے اخلاق و کردار میں انقلاب پیدا کرنے والا منبع ہدایت ہوگا اور قیصر و کسریٰ کے تخت و تاج اس کی ٹھوکروں میں ہوں گے ؎

وہ شمع اجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اک روز جھلکنے والی تھی سب دُنیا کے درباروں میں

اسی طرح جب اس نوجوان کے ساتھی اپنے والدین سے باہر جانے کے لئے اجازت چاہتے تو وہ برانگیختہ ہو جاتے اور پوچھتے کہ کیا کرنے جاؤگے وہ کہتے کہ ہمیں ایک ضروری کام ہے۔ آخرکار وہ پوچھتے کہ کس کے ساتھ جاؤگے تو وہ کہتے محمدؐ ابن عبداللہ کے ساتھ تو ان کے والدین ہنسی خوشی اجازت دے دیتے۔ چنانچہ اس طرح آپ اپنے ساتھیوں سمیت باہر نکل جاتے اور بھولے بھٹکوں کی راہنمائی کرنے کے علاوہ قافلوں کی پاسبانی کا فریضہ سرانجام دیتے۔

ہمیں بھی چاہئے کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلیں اور بھولے بھٹکے لوگوں کی رہنمائی کریں۔

توشۂ آخرت

محمد اشرف بٹ — کلرک کاٹن ملز لائل پور

آتشِ دوزخ سے خلاصی

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے انیس ۱۹ حروف ہیں اور عذابِ دوزخ کے ملائکہ مقربین بھی انیس ہیں۔ جو کوئی اس کی مواظبت کرے گا اس کے ہر حرف کی برکت سے ایک ایک مؤکل سے نجات پائے گا۔ اور دوزخ اس پر حرام ہو گی۔

برائے مغفرت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عرش کے سامنے نور کا ایک ستون ہے۔ جب کوئی بندہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتا ہے تو وُہ ستون ہلنے لگتا ہے۔ اللہ کا ارشاد ہوتا ہے۔ ٹھیر جا۔ وہ عرض کرتا ہے کیسے ٹھہر جاؤں حالانکہ کلمہ طیّبہ پڑھنے والے کی ابھی تک مغفرت نہیں ہوئی۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اچھا مَیں نے اس کی مغفرت کر دی۔ تو وہ ستون ٹھہر جاتا ہے۔

قیامت کے روز روشن چہرہ

ایک حدیث میں وارد ہے۔ کہ جو شخص سوؔ مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا کرے۔ تو حق تعالیٰ قیامت کے روز اس کو ایسی حالت میں اٹھائیں گے کہ چودھویں رات کے چاند کی طرح اس کا چہرہ روشن ہوگا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور بکن بذریعہ چٹھی نمبری ۷/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور بکن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

قرآن عزیز

انجمن خدام الدین لاہور کی طرف سے شائع شدہ

بہ تحشیۂ جدیدہ

رنگین — دیدہ زیب

عکسی طباعت سے مزیّن

مرتبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کم و بیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنتِ شاقّہ کے بعد چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔

ھدیہ

مجلد قسم اوّل	مجلد قسم دوم	مجلد قسم سوم
آفسٹ پیپر	کرنا فلی سفید کاغذ	ٹیکنیکل گلیز کاغذ
۲۰/- روپے	۱۲/- روپے	۱۰/- روپے

محصولڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہو گا۔

فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔

وی۔پی نہ بھیجا جائے گا۔

تاجرانہ رعایت کے لیے لکھیں۔

المعلن ناظم شعبۂ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

شجرہ خاندان عالیہ قادریہ راشدیہ اور ترکیب ذکر جہر

سہ رنگا • آرٹ پیپر

قیمت ۲۵ پیسے —— ڈاک خرچ ۱۳ پیسے

علمی ذخیرۂ کتب میں ایک تحقیقی کتاب کا اضافہ

حکمتِ استخارہ

از پروفیسر فضل احمد عارف ایم، اے

قیمت گلیز کاغذ ۶۲ پیسے —— نیوز کاغذ ۴۲ پیسے مع محصولڈاک

مکتبہ رشیدیہ، میاں چنوں ضلع ملتان

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولانا عبید اللہ انور پرنٹر و پبلشر چھپا۔ اور دفتر خدام الدین اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔

عصرِ حاضر کے جلیل القدر محدّث اور عالم حضرت مولانا سید محمد بدر عالم مہاجر مدنی مدظلہ نے مدینہ منورہ سے مسلمانانِ عالم کی فلاح و بہبود کے لئے

نصیحت نامہ

رقم فرمایا ہے۔ جس کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے از بس ضروری ہے۔ علماء، خطباء اور اساتذہ خاص طور پر مطالعہ فرمائیں۔ ہدیہ مع ڈاک خرچ ۶۲ پیسے

۱۰ سے زائد پر ۲۵ فیصد رعایت

مکتبہ رشیدیہ، مسجد بازار، میاں چنوں